
005109718090

انتخاب

دیوانِ دروغ

معروف

رُوئی گل

وہ چہ دیوانیست کہ ہر شعر چشمک زن اُستادانِ نامی و کلامیست طعنہ زن
شعرائے گرامی از تصنیف لطیف شاعر نازک خیال و ناثر باکمال جناب منشی
دامودر داس صاحب منصرم کچہری جبل پور و بتوجہ

و سعی

جناب بابو موہن لال صاحب ماسٹر مشن اسکول رام گنج کانپور
باہتمام خاکسار انام محمد عبدالواحد غفرلہ اللہ الماجد

مطبع انتظامی واقع کانپور میں طبع ہوا

ماشاء الله لا قوة الا بالله

بعون الله الملک الوهاب دیوان نایاب رشک داغ و فروغ مسمی

انتخاب دیوان فروغ

معروف به

بوی گل

باہتمام احقر انام محمد عبد الواحد غفر الله الواجد باه محرّم المکرم

۱۳۱۹

در مطبع انتظامی واقع کانپور مطبوع گردید

قیمت پختہ فی جلد بلا محصول /۸



بسم اللہ الرحمن الرحیم

ردیف الف

بغیر عشق بتان کہیے کب ملا ہے خدا ¹ — سپاس اسلیے پہلے تو لا اُنھی کا بجا

میانِ دہر پھرو تم بنے ہوے عاشق — الکھ جگاؤ اسی راہ مین پھر کر ہر جا

لباس پہنو تو بس جامۂ محبّتِ بُت — لیا مدام کرو نام تم اُسی بُت کا

ہمیشہ دھیان مین لاؤ اُسی کا حسن و جمال — اسی مین ہوگا تمھارا تو ہر طرح سے بھلا

لیے بغل مین رہو بس تم اُسی کی تصویر — رکھو نظر مین تم اپنے اُسی کا ناز و ادا

ریاض و تقویٰ زہد اور عبادت ہے یہی — حمد و نعت بتان رکھو زبان پر تو سدا

ملال دل کو کرو دور وصلِ یار سے تم — نماز روزہ و چلّہ کشی سے کام ہے کیا

اشارہ بازی کرو تم تو خوبرویون سے — لبِ مسیحا صفت کا لیا کرو چوما

روا روی جو ہے ہر دم تو ہے مزا بھی یہی — ران پر بت کے رکھو وجد مین تم سر اپنا

حلال ہے تمھین تو عشق بتان مین ہر شے — یمین یسار سے تم نوش کرو بس مے کا



ملے گا تم کو بہر کیف تو وصالِ صنم
دروغ تمنے کہا ہے یہ خوب بسم اللہ



¹ اس غزل مین صنعت توشیح ہے ہر مصرع کے اول حرف سے بسم اللہ الرحمن الرحیم و سنہ ۱۲

بٹھا کے بام پر مجھکو یہ کہتا ہے صنم میرا
مرے غنچہ دہن نے جب شگفتہ ہو یہ فرمایا
لب جان بخش کا بوسہ عطا بھر خود کیا اُسنے
ہمیشہ شاد و آباد کعبۂ دل رہے یارب
لیے حاضر رہین جن و فرشتے حور و غلمان کو
رہون تا روز محشر حکمران و رہنما رہبر
معاون حق رہے ہر حال مین ہر جا مرا ہر دم
اسی عیش و طرب سے ہو بسر اوقات یارونکی
رضا جو جو کہ ہو میرا خدا اُس سے رہے راضی
حبیب اللہ کی حب سے حضورِ حق رہون ہنستا

سہا و اللہ تو نے تو بہت جور و ستم میرا
امید وصل سے دل کھل بنا باغ ارم میرا
لبالب ہے مے عشرت سے رشک جام جم میرا
الٰہی ہو طواف دو جہان خانۂ حرم میرا
روان مہر سلیمان سا رہے سخن درم میرا
حقیقت مین فزون ہر روز ہو جاہ و حشم میرا
ندیم عشق صادق ہی عدو ہووے ندم میرا
لواحق بھی رہین بھرتے مرے تا حشر دم میرا
ریاست اُسکو حاصل ہو کہ جو پکڑے قدم میرا
یقین ہو جاے سب کو ہی شاہ اُمم میرا

لہ اس غزل مین بھی صنعت توشیح ہے ۱۲

مح آل پیمبر مین دروغا ہے مخاطب اب
دل و جان دین و ایمان جانکر اُنکو قلم میرا

مدّاح ہے قلم شہ دُلدل سوار کا
توسن پہ ہو سوار جو وہ آیا رزم مین
دشمن کی فوج مین تو قیامت ہوئی بپا
ابرو کا اشارہ تو تھا کافی اوسے ذرا
ارشاد علیؑ کافی تھا اس بات کے لیے
لیتا غلام مصطفیٰؐ کا نام جو کوئی

کاغذ بنا ہے تختۂ باغ بہار کا
قربان ہوا عالم تو بس اوس شہسوار کا
نیزہ چمک گیا جو اوس عالی تبار کا
تھا کام نہین تیر و تبر یا کٹار کا
ہو جاتا نیست خود ہی تو لشکر کفار کا
لگتا پتا نہ شام کے بس شہر یار کا

کیا تاب تھی جو آنکھ ملاتا کوئی دروغ
دل کانپتا ہو رستم و اسفندیار کا

(۲) مخاطب
آل پیمبر

قتل کرنے مین نہین مطلق گلہ جلاّد کا
جب ہوا پرسان نہ کوئی بھی مری فریاد کا

بیگناہی میری ثابت ہے مری تقریر سے
لیک کوئی دادرس پونہچا نہ اِس ناشاد کا

قتل تو کرتا ہے او جلاّد پر یہ یاد رکھ
ہوگا نالان خون مرا محشر مین اِس بیداد کا

ڈال لی گردن مین طوق عشق قمری کی طرح
دھیان جو آیا مجھے اوس غیرتِ شمشاد کا

عشق مین معشوقِ لاثانی کی ہر گز دروغ
خوف دل مین لا نہین مطلق کسی اُفتاد کا

پھر جاتا ہے آکر جو وہ غنچہ دہن اُلٹا
نظرون مین مرے آتا ہے سارا چمن اُلٹا

بٹھلایا رقیبون کو اس عاشق کو اُٹھایا
اُس شوخ نے سیکھا ہے عجب یہ چلن اُلٹا

سونا نہین تقدیر مین ساتھ اونکے ہو شاید
گھر پر جو مرے آکے پھرا سیم تن اُلٹا

مرنے پہ مرے دیکھیے ایّام کی گردش
خیّاط بھی سیتا ہے ہمارا کفن اُلٹا

بے مہری کا شکوہ نہ کرو اوسکا دروغ اب
اِن روزون زمانے کا ہوا ہے چلن اُلٹا

ارمان یہ مرے دلِ نالان مین رہگیا
تو ایک شب نہ میری شبستان مین رہگیا

شب گذری سحر آئی موذن نے دی صدا
مطلب ہمارا اونکے تو ہون ہان مین رہگیا

وحشت نے تو رستہ مجھے صحرا کا بتایا
قسمت سے مگر کوچۂ جانان مین رہگیا

لیلی رہی نہ قیس رہا شیرین نہ فرہاد
چرچا ولے انہین کا تو دوران مین رہگیا

جس نے سُنا دروغ ترے شعر کو بولا
اوستاد ایک تو ہی شاعران مین رہگیا

موسئی صفت ہوا مین جو جلوہ دکھا دیا
اور دل کو میرے طُور کا ثانی بنا دیا

برقع صنم نے رُخ سے شبِ وصل مین اُٹھا
خوابیدہ بخت کو مرے واللہ جگا دیا

نازان نہ ہوئین کیون تو بھلا اوسکی جود کا
حسب مطلبِ بوسہ کہے وہ دیا دیا

زلفِ دوتا کا عشق کیا دل نے ہی غضب
آفت مین ہمکو بیٹھے بٹھائے پھنسا دیا

دستِ حنائی ناز سے رکھکر سرِ مزار
سوم کو بخشا خہ صنم نے جلا دیا

دکھلا کے رُخ جلایا و قہرِ نگاہ سے
نقشِ قدم کی طرح کسی کو مٹا دیا



دفتِ نزع نہ جائین کہین ڈر و ز فروغ وہ
بالین سے اونکو اِسلیے اپنے ہٹا دیا



عید ہوتی جو گلے پر مرے خنجر پھرتا
جان نثاری کے لیے خود تو مرا سر پھرتا

عاشقِ زار بھی ثابت ہے وفا پر اپنی
گر نہین جور و جفا سے وہ ستمگر پھرتا

مژۂ چشم کسی کی ہین گڑین ایسی کہ اب
تنکے چُنتا ہین شب و روز ہون در در پھرتا

ڈھونڈھ آخر کو نکالون ہی نگا اسے پردہ نشین
جُنون اُلُجھین ہین تیرا ہون ہین گھر گھر پھرتا

داغِ عشقِ رُخِ لالہ سے ہون ہین مالا مال
غیر بد ذات لیے گو کہ ہون عبث در بدر پھرتا

ہو نہین وہ کشتہ کسی رنگِ طلائی کا جسے
سوال لینے کو ہے ہر ایک سیم بر پھرتا

کوچۂ عشقِ بتان ہے وہ بلا کا گمراہ
جب کا دیکھا نہ کبھی [illegible] پھرتا

خارِ گُل کھاتے و شمشاد بھی ہوتا زمین دوز
باغ مین جب وہ صنوبر و گل تر پھرتا

طائرِ دل نے مرے نامہ بری کی بہ دروغ
پھنس گیا دام مین گیسو کے وہ کیونکر پھرتا

جلوہ گر دھانی دوپٹے مین ترا تن دیکھا
سبز فانوس مین اِک شمع کو روشن دیکھا

تیرے موقافِ زرین سے جو ستارے ٹپکے
ہم نے اِک مارِ طلائی شرر افگن دیکھا

حلقۂ زلف مین تمنے جو لگایا قشقہ | وہن مارین عاشق نے ترے من دیکھا
نور آنکھو نین مرے بھر گیا مین نے واللہ | وصل مین جب ترا ا وبھرا ہوا جوبن دیکھا
جب سے تیرا رخِ رنگین نظر آیا اے گل | آنکھ اُٹھا کر نہ کبھی پھر سوِ گلشن دیکھا
بادۂ حُسن سے تیرے تو ہوا وہ سرمست | جسنے اے ماہِ لقا ایک تری چتون دیکھا
حسرتِ دید مین پھرتا ہون ترے کوچہ مین روز | درِ خانہ تو کیا وا ایک نہ روزن دیکھا
دیکھیے ہوتی ہے طے عشق کی منزل کیونکر | دل لُبھانے کو ہر ایک دلربا رہزن دیکھا

فطرتی شوخ دل آزار جفا کار دروغ
تیرا ثانی نہ کوئی اے بُتِ پرفن دیکھا

ہاے کسنے یہ مرے تیر نظارہ مارا | دل مرا چشم زدن مین ہوا پارہ پارا
فرطِ غشق سے جو مین نیچے گرا جھروکے کے | ناز و انداز کا روزن سے فوارہ مارا
ہوش ناہوش سے بیدل مرا دل چلایا | تاب طاقت نہین یارا مرے یارا یارا
سرد ہوتا ہے مری جان ترا آب جانباز | گرمیِ حُسن کا یہ سُنکے شرارہ مارا
جان جاتی نظر آتی تھی یکایک اُسنے | گرم جوشی کا مجھے پھر کے اشارہ مارا
ناتوان تھا کہ توانائی سے مجھے وہ آئی | بام پر پونہچا و عشرت کا وان نعرہ مارا

گلشنِ حُسن کی اُس گُل کے جو کی سیر دروغ
کِھل کِھلا کر کے مجھے پھول ہزارہ مارا

اُدھر آنا پسِ چلمن کسی کا | ٹپکنا نور ادھر چھن چھن کسی کا
قیامت کی ہے در پردہ وہ چتون | جو کردے جھپ سے خستہ تن کسی کا
(یعنی فوراً ۱۲)
نہین ہو زیب و زینت سے کوئی کام | غضب کرتا ہے سادہ پن کسی کا

ذرا مین چوکڑی ہوش و خرد کی
بھُلا دیتا ہے بھولا پن کسی کا
خدا جانے ہو آخر کیا ابھی سے
لگا کرنے ہے دل سن سن کسی کا
اُٹھے اے نازنین مجھسے تو کیون ناز
یہ عاشق بھی ہے نازک تن کسی کا

دروغ اللہ کے فضل و کرم سے
مرا گھر ہو گیا مسکن کسی کا

شہرہ ہے یہ آفاق مین اپنے نیاز کا
طالب بھی کبریا ہے تو میرے ہی ناز کا
مُلکِ سخن مین شور ہے اپنے ریاض کا
محمود بھی غلام ہے میرے ایاز کا
شیدا ہے جب سے خاکسار بو تُراب کا
سر ہے قدم پہ میرے ہر یک سرفراز کا
یوسفؑ کو چاہ عیسیٰؑ کو اُس رشکِ ماہ نے
رستہ بتا دیا ہے نشیب و فراز کا
ہون وہ نیاز مند مرا عجز و انکسار
عالم دکھا وے کُل کو نشیب و فراز کا
نالہ جو سوزِ دل سے شبِ ہجر مین کرون
پھٹ جاے پردہ چرخ کے عشرت کے ساز کا

ہو راز دان دروغ سخنور اگر کوئی
سمجھے وہ یہ کلام ہے دور و دراز کا

حُب سے حق کے جو تو منسوب ہوا خوب ہوا
حق طلبگار تو مطلوب ہوا خوب ہوا
ذکر کرتے تھے ملائک شبِ معراج مین یون
خوب محبوبِ خدا خوب ہوا خوب ہوا
جوشِ رحمت کے سوا کچھ نہ تھا معراج کی رات
بخشنا دونون کو مرغوب ہوا خوب ہوا
ڈر نہین کاتبِ اعمال کہ پہلے ہی سے
نامۂ بخششِ مکتوب ہوا خوب ہوا
مصحفِ رُخ پہ فدا ہو یہ مسلّم ایمان
تیری فہرست مین محسوب ہوا خوب ہوا
سانحۂ کربلا معلوم تھا معصومون کا
تو مگر ثانیِ ایوبؑ ہوا خوب ہوا

دل حرم سے ہے لگا جاتا ہے کیا ج کو دروغ
جا کے کعبے مین بھی مجوب ہوا خوب ہوا

ہو کسطرح بھروسا تو تجھ بے اصول کا ۔۔۔ نادم ہوا تو کر مرے یار اپنی بھول کا
صحبت مین یار غار کے اغیار کو بلا ۔۔۔ بوتا ہے باغ لطف مین کانٹا ببول کا
خلوت کے خاص وقت مین میرے ای شمع رو ۔۔۔ اندھیر ہے گذر ہو جو شخصِ فضول کا
شامل ہو غیر وصل مین غیرت سی ہے بعید ۔۔۔ قائل ذرا ہو حورِ شمائل شمول کا
جانان بہت بڑا ہے مرے دل مین حوصلہ ۔۔۔ حاصل نہ کچھ ہے ذکر کرون کیا حصول کا
گر آپ بھول جاتے ہو کر وعدۂ وصال ۔۔۔ بوسہ نگا کیون حساب ہو کرتے وصول کا

دل پا نہ دل ملال نہین کچھ مجھے اگر
تو پوچھ ہی لے حال دروغ ملول کا

دلِ شیدا صنم میرا ہوا جو یک بیک تیرا ۔۔۔ کرم سے تیرے یا اللہ ہوا یہ مشترک تیرا
جو میرا ہے وہ تیرا ہے یہ ہو سب واحدِ مطلق ۔۔۔ جزو کل کل و جز زیرِ زمین زیرِ فلک تیرا
سمایا جسکی آنکھو نمین ترا جلوہ تری قدرت ۔۔۔ نظارہ کرتی اسکی آنکھ کی ہے مردمک تیرا
ڈبویا جسکو ہے دریاے شک مین ای خدا تونے ۔۔۔ قیامت تک اسکے دل سی ہوگا دور شک تیرا
چمک ہے نور مین تیری دمک ہے نار مین تیری ۔۔۔ خس و خاشاک مین ہے تو پری جن و ملک تیرا
کہین شیرین مزہ کہین ہے شور کی لذت ۔۔۔ سراسر ہے تو سبکی جانِ شیرین مین نمک تیرا

دا ی بلبل ثنا خوان ہے دروغ اس گل کی رحمت کا
جھک کرکے جھک کرکے جھک تیرا

کھولی جو آنکھ رو یا کہ ہان ہان یہ کیا ہوا ۔۔۔ تھا کس جگہ مین آیا کہان کیون جدا ہوا

تنہائی وحدت تھی و یا موت کا نتیجہ — حکمِ قضا سے موت کا مین مبتلا ہوا
راہِ عدم ہے راہ صنم کے وصال کی — ہستی مین نیست ہے جو ہر اُس سے ملا ہوا
جو یان فنا ہوا وہ بقا مین وہان ملا — نکلا بقا سے جو وہ یہان آ فنا ہوا
رہتا نہین ہے آ کے ہمیشہ یہان کوئی — آے گیو دن کا روز ہے تانتا لگا ہوا
جنت کہان و خلد کہان ہے کہان ارم — یہ سب خیال خام ہے سر مین بھرا ہوا

ہے آشنا جو بحرِ حقیقت کا اے ورو‌غ
کہتے ہین لوگ اُسکو کہ نا آشنا ہوا

ایسا تو کسی مردِ خدا کو نہین دیکھا — جسنے کہ ہو اُس ماہ لقا کو کہین دیکھا
مندر مین نہ پایا اُسے مسجد مین نہ پایا — کعبے مین بھی اُس ہوش رُبا کو نہین دیکھا
بوی گُلِ رعنا کی گلی سے ہی گذر کر — آتے کہ لے آتے بھی صبا کو نہین دیکھا
آئینہ بھی حیران و مکدر ہے ہمیشہ — اُسنے بھی تو اُس حُسن صفا کو نہین دیکھا
یہ اُسکی جفا ہے کہ ادا ہے کہ حیا ہے — تبلاے جو اُس عقل رسا کو نہین دیکھا
سمجھاتے ہین اس راز ادق کو تو سبھی یہ — خود سمجھا ہے اُس فہم ذکا کو نہین دیکھا

کہتے ہین کہ راضی ہین دروغ اُسکی رضا مین
راضی ہے جو اُس اہل رضا کو نہین دیکھا

رہا گو زلف مسلسل سے سلسلہ دل کا — پر اُنکے پیچ سے نکلا نہ حوصلہ دل کا
اوائل عمر مین کیا ہی بہار ہوتی ہے — انھین دنون مین ہی رہتا ہے ولولہ دل کا
پر اُسکے بعد تو لینے کی دینی پڑتی ہے — زبان کے شوق مین رہتا ہے مشغلہ دل کا
اُبل اُبل کے رہا سوزِ دل جگر مین رُکا — وبالِ جان تھا تا مرگ آبلہ دل کا

یہ خوف تھا کہ نہ رسوائی یار کی ہووے
نہ آیا مُنھ یہ ہمارے کبھی گلہ دل کا

دل دیا جان دی اُس سنگدل کو دین بھی ملا
ملا تو یہ ملا اس سو دیے مین صلہ دل کا

دروغ قول قرار اب قسم کے ساتھ ہے یہ
وے جو ایمان ابھی ہووے فیصلہ دل کا

بے یار تو جنت مین بھی جایا نہ جائیگا
جاؤن تو مُنھ خدا کو دکھایا نہ جائیگا

کیونکر کوئی تنِ تنہا جاے جان کو چھوڑ کر
بیجان جسم سے کبھی جایا نہ جائیگا

جان تن کے ساتھ تن بھی ہی محتاج جان کا
انمین سے کوئی ایک اکیلا نہ جائیگا

رخصت ہوا جو دم نہ رہے گا کسی کا غم
کُنجِ لحد مین جھگڑا اوٹنٹا نہ جائیگا

جبتک کہ جان تن مین ہی تب تک جہانمین
میرا تیرا یہ سب کا جھمیلا نہ جائیگا

جبتک کہ دم مین دم ہی تبھی تک کا ہے یہ کھیل
پیچھے سی پھر یہ کھیل بھی کھیلا نہ جائیگا

روح شہید ناز تو آزاد چاہیے
محشر مین بھی دروغ سا شہدا نہ جائیگا

زہے اے طالع بیدار میرا
یہ مطلع مطلعِ انوار میرا

نہ ذکر اُنکو ہے جز اذکار میرا
زبان پر نام ہے ہر بار میرا

ہین اُسکا اور وہ ہے یار میرا
یہ چرچا کرتے ہین اغیار میرا

کیا جو دوست نے اظہار میرا
عدو ہے طالبِ دیدار میرا

بدر رو مین چھپے ہو بد سخن آپ
سخن در پر اگر ہو وار میرا

مرا معشوق ہے شیرین دہن پس
قلم بھی ہے شکر گفتار میرا

نبات ہی بات اپنی جسکی خاطر
ہوا یوسف زلیخا وار میرا

مِرا ہے گل محمد نام ثانی — و فخر انبیا دربار میرا
ولی اللہ میرے ہمنشین ہین — ہر یک اُن مین بڑا سردار میرا
کوئی راجہ کنور کوئی کوئی راے — و مرزا بھی ہے عاشق زار میرا
کوئی حافظ کوئی تارا کوئی ماہ — ہے ہم بستر نکوکردار میرا
کوئی اُستاد او رخیاط کوئی — رفوگر دل ربا ہوشیار میرا

حکیم و حاکم و کوئی نجومی
دروغ ہے خوب ہی غمخوار میرا

شعرخوانی کا مزا جاتا رہا — زندگانی کا مزا جاتا رہا
دلستان بھی ہوگئے ہین زرخرید — دلستانی کا مزا جاتا رہا
جو حرم زادہ تھے وہ دربان ہوے — پاسبانی کا مزا جاتا رہا
حکمران بقال تک اب ہوگئے — حکمرانی کا مزا جاتا رہا
رازدان اُنکا ہے ہر فرد بشر — رازدانی کا مزا جاتا رہا
شیخ صاحب بھی ہوے ہین بُت پرست — مسلمانی کا مزا جاتا رہا
جانفشان ہونے لگے خوار و ذلیل — جانفشانی کا مزا جاتا رہا
حج صاحب دُھن مین ہین اپنی مگن — اب دیوانی کا مزا جاتا رہا
زاغ کو ہو نازیہ ہون خوش زبان — خوش زبانی کا مزا جاتا رہا
کامدانی زاغ نے بھی لی ہین — کامدانی کا مزا جاتا رہا

ضعف دل سے ہی یہ کہتا اب دروغ
کہ جوانی کا مزا جاتا رہا

اللہ ری شوخی و ترا جوش نقش پا
اُڑتا ہے بسر تو مرا ہوش نقش پا

مین مر مٹا پر اسنے نہ ہرگز لگا سُراغ
گندم نما ہین اور جو فروش نقش پا

مین لُوٹتا ہون خاک مین خواہش وصال مین
تسکین ہو جو ہووین ہم آغوش نقش پا

مجھکو دکھاتے آنکھ ہین کہتا ہون مین یہ جب
ہو جاؤ مجھسے تم ہی ہم آغوش نقش پا

مجھسے تو یہ سلوک مگر غیر ہنسی خوشی
سر پر چڑھے ہین ایسے تو بیہوش نقش پا

کرتا ہون بار بار تو مین عرض تمنّا
کرتے نہین خیال مگر گوش نقش پا

پھر بھی اگر کہون تو وہ شوخی سے اے دروغ
ہنس ہنس دکھاتے ہین مجھے پاپوش نقش پا

کیا ہی نشہ ہے ساغرِ الفت مآب کا
پیرِ دن کو بھی دکھاتا ہے عالم شباب کا

محفل مین پی شراب وہ غیرونکے ہاتھ سے
دل کا مرے بناتے ہین لقمہ کباب کا

اللہ ری حیا کہ نہین جسکی انتہا
اُٹھتا ہے وصل مین بھی نہ پردہ حجاب کا

آنسو گرے جو ہجر مین اُنمین سے تو یہ ایک
قطرہ ہے سمندر مرے چشمِ پر آب کا

ابرِ کرم ہے بارش رحمت سے ہو رہی
ساقی مجھے دے پیالہ پہ پیالہ شراب کا

میخانہ مین گر محتسب آئے تو یہ کہدو
کچھ کام نہین تیرے حساب و کتاب کا

ہے رحمتِ الٰہی تو ہر وقت زور پر
کرتا ہے ذکر کیا تو عذاب و ثواب کا

جائیگا لوٹ سُنکے وہ یہ بات لاجواب
یا آکے خود پیے گا پیالہ شراب کا

کاغذ نکل کے ہاتھ سے ہی بھاگتا دروغ
کیونکر رقم ہو حال مرے اضطراب کا

حسن کا فتنہ کو جو دماغ ہوا
خالِ رُخ روسیاہ داغ ہوا

بیچ مین گیسوؤن کے جا جو پھنسا
حسرتِ بوسہ لب میکش مین
لب بلب جب ہوا مین اس گلِ سحر

دلِ گم گشتہ بے سُراغ ہوا
جل مرے خاک کا ایاغ ہوا
داغ حسرت کا رشک باغ ہوا

پیچ کاکل سے چھوٹ کرکے دروغ
تھا جو دل تنگ با فراغ ہوا

امشب وہ پری وش مرا مہمان ہوگیا
آئینہ پر اُسکی جو یکایک نظر پڑی
جھنجھلا کے یہ کہا کہ ترے گھر مین سچ بتا
ہم زاد ہی ترا تو میری جان خفا نہ ہو

گھر سربسر مرا بھی پرستان ہوگیا
ہم شکل اپنا دیکھ وہ حیران ہوگیا
مجھسا کہا نسے اور یہ انسان ہوگیا
دیکھا جو غور سے تو پشیمان ہوگیا

توبہ یہ کیا بلا تھی ہوا کیا مجھے دروغ
جس سے کہ اسقدر مین پریشان ہوگیا

مرے حالِ زار پہ قاصد ذرا التفات کرنا
پیادہ رقیب کا گر کوئی ملے وہان پر
جو وہ تین پانچ کرے تو بخدا کہ تو بھی اُس سے
گر چال وہ چلے پھر اِز دب مین ڈال کرکے

مطلب برآے جسمین وہ ہزار گھات کرنا
وہ ہزار پوچھے تجھ سے تو نہ ایک بات کرنا
کس پیچ مین لے آکر سو کنھیا ت کرنا
رُخ پھیر مُنھ دھوان کر اُسکا تو مات کرنا

بازی کو عشق کی لے کر اسپ تیز اپنا
فوراً دروغ سے مل ہرگز نہ رات کرنا

دن خوش ایّام سے جو آئیگا
راہ پلکون سے صاف کردونگا

وہ سرِ شام سے تو آئے گا
اِس سرانجام سے تو آئے گا

کسی

لے مرا نام کوئی کہتے ہین | غصۂ دشنام سے تو آئیگا
مفت مین جبکہ دل گیا بیکام | پھر یہ کس کام سے تو آئیگا

جو کہے گا وہی کرونگا دروغ
ایسے آرام سے تو آئیگا

جو قتل کرنا تو تو اے قاتل ہمارے مرنیکا غم نکرنا | ستمگرو نمین کہ آنکھ نیچی ہو تیری ایسا ستم نہ کرنا
چھپا رہے راز عشق جسمین کھلے کسی پر نہ بھید ہرگز | بگاڑ رویت و آبرو آٹھ آٹھ آنسو رو اے صنم نہ کرنا
حلال ہے خون عاشقو نکا ملال دلبر کبھی نہ لانا | غم و الم کا تو ذکر کیا ہے ذرا بھی تم چشم نم نہ کرنا
وفا سے ہے یہ بعید میری کہ رنج پونہچاؤن مرنیکے بعد | عذاب ہو روح کو مری جان یہ تو خدا کی قسم نہ کرنا
جفا کا جامہ ہین کے ظالم جفا کفا رکھ روا ہی کو | عطا تری بس یہی بڑی ہے کہ رسم و رہ اسکی کم نہ کرنا
اگر ہے معشوق سنگدل تو ہوا اسکا عاشق بھی سوم کا کیون | قسم ہے تجھکو قسم ہے تجھکو قسم ہے اسپر کرم نہ کرنا

دروغ تم راہ عشق مین اس حسین سے ہو شہید جو تو
حسین حسین یہ زبان پہ رکھو کہین بھی نیچا علم نہ کرنا

یا الٰہی یہ ہوا اب ہے زمانہ کیسا | کہ یگانہ بھی ہے ان روزون بیگانہ کیسا
زلف جب بن کے بگڑتی ہے ہوا سے انکی | بل پہ بل کھاتا ہے اس شوخ کا شانہ کیسا
حال رونے کا مرا سنکے کہا کرتے ہین | گا یا کرتا مرا شیدا ہے ترانہ کیسا
لوٹتا خاک پہ دل چار چار ہو کر ہے | وہ لگاتے ہین تاک تاک نشانہ کیسا
خون دل پانی غم و غصہ غذائے عاشق | ہوتا ہے انکے سوا آب و دانہ کیسا
محفل عیش و طرب مین جو مین انکے جاؤن | طعن کرکے سناتے ہین وہ طعنہ کیسا
ہین کرون شکر شکر رنج ہو کہتی ہین دروغ | یہ محل کیا ہے و بیجا شکرانہ کیسا

اندنون یار مرا مجھ سے ہے روٹھا کیسا
بوسہ مانگون تو دکھاتا ہے انگوٹھا کیسا
وصل چاہون وہ بتائے مجھے گذ کا کیسا
وہ ہنسے روکے رہون مین ہکابکا کیسا
غیر کو پیار بتاتا ہے مجھے وہ پھٹکار
پھر یہ کہتا ہے کہ ہے یان اڑا بیٹھا کیسا
چلتا پھرتا نظر آیا کہین گڑ جا جا کر
بے حیا سنتا ہے چپکا نہین اٹھتا کیسا
کیون بے سنتا ہے کہ مین راہ بتا دون تجھکو
باندھتو ہے پڑا پیچھے نگوڑا کیسا
ہوش آیا کہ مین اب ہوش مین لا دون تجھکو
جا نیے تا کہ مزا ہوتا ہے اسکا کیسا

جھاڑ پھٹکار یہ سن سن کے کہا مینے دروغ
اب تو باز آ ؤ مری جان یہ نخرا کیسا

ستم پر گو ستم ایجاد کرنا
وفا میری ولیکن یاد کرنا
مرا ہے بس یہی فریاد کرنا
وفادارونکین اپنے یاد کرنا
جو بھرتے ہو وفا کا دم تو پھر کیا
کسی سے شکوۂ بیداد کرنا
وفادارونکو ہر ظلم و ستم پر
تو لازم ہے مبارکباد کرنا
اگرچہ خاک مین دل مل گیا ہے
نہ اسکی مٹی پر برباد کرنا
بناے خانۂ عشق بتان ہے
اسے بخدا نہ بے بنیاد کرنا
صنم خانہ ہمارا تو یہی ہے
کبھی آ اسکو بھی آباد کرنا
خدا کے روبرو محشر مین اے بت
کہونگا تجھسے ہی امداد کرنا

دروغ ہردم تصور یار کا کر
دل ناشاد اپنا شاد کرنا

کیا کہین جوش جوانی جب دلا جاتا رہا
زندگی کا لطف دنیا کا مزا جاتا رہا

میرے پہلو سے نکل جب دلربا جاتا رہا
دل حواس و ہوش و حس کا سر غنا جاتا رہا

غسل میں انکا جو جوڑا کھل پڑا تو دل مرا
بیچ سے نکلا مگر گم ہو گیا جاتا رہا

ہو گئے برہم میں نے جو پوچھا مرا دل کیا کیا
وہ لگے کہنے ٹلی سر کی بلا جاتا رہا

کہتے ہیں یہ آپ کیا۔ وہ تھا دل و جان سے غلام
بولے یہ سچ ہے مگر تھا بیوفا جاتا رہا

دیکھ اپنے کشتۂ ناز و ادا کا غیر حال
اُس پری پیکر کا بھی ناز و ادا جاتا رہا

رہگئی تھی جان تن میں یک رمق باقی ورو
ہجر میں اُسکا بھی اب تو آسرا جاتا رہا

غیر پر لطف و کرم روز بڑھایا جاتا
نت نیا ظلم و ستم ہمپہ جتایا جاتا

گو ہے یہ حال پہ ہر دم ہے یہی دل میں خیال
شکوۂ یار زباں پر نہیں لایا جاتا

بعد مرنیکے کوئی ساتھ دے یہ کیا امکان
پر غم ہجر تو ہے ساتھ ہمارا جاتا

لاغری سے مرے تن میں تو نہ تھا باقی کچھ
بار غم سے نہ تھا لاشہ یہ اُٹھایا جاتا

ہوتی ہلچل جو تو کیوں آج زمیں پر یہ درو
ہاں ہے کیا روز قیامت ابھی آیا جاتا

کسی پہ جو دل آگیا ہے کسی کا
ان آنکھوں میں نقشہ بھرا ہے کسی کا

کہاں ہے کہاں ہے میرا شیدا
ہر اک شخص سے پوچھتا ہے کسی کا

بندھا ہے جو تار نظر اس نظر میں
تو بوٹا سا قد جھولتا ہے کسی کا

دعا ہے ذبح تیغ ابرو سے ہوں میں
ہمیشہ یہی مدعا ہے کسی کا

صنم خانہ ہے زاہد و کعبۂ دل
و سجدے کی جا نقش پا ہے کسی کا

صنم جان و تن ہے صنم دین و ایمان
صنم ہی خدا ہے خدا ہے کسی کا

دروغ اُسکے ظلم و ستم کو عطا جان
جفا جور ناز و ادا ہے کسی کا

ردیف ب

ایسے کب ہووینگے ہمارے نصیب — آکے بیٹھینگے جو وہ پیارے قریب
اونکے کوچے مین چھانتے ہین خاک — کیا شہنشہ و کیا بیچارے غریب
اونکے نزدیک ہین برابر سب — شہ زبردست و بیچارے غریب
اونکے سب ہندو مسلمان و یہود — گبر و ترسا و ہین نصارے حبیب
ہین یہ نادان و خودبین کہتے — کہ وہ ہین تو فقط ہمارے حبیب
کلمۂ کفر کا بکنا چھوڑو — کہدو اونسے جو ہون تمہارے رقیب

وہ تو محبوب جہان ہے اے دروغ
اور ہین اوسکے بہت سارے حبیب

ہین بہت اندنون مجھسے ہوے بیزار رقیب — دیکھنا کرتے ہین کس کس طرح کے وار رقیب
اک نظر دیکھنے کو راضی وہ ہوتے ہین اگر — منع کرتے ہین اونھین چشم شرمسار رقیب
وہ بھی گر مانتے ہین منت و سماجت سے — وا نہین ہوتے ہین مژگان خاردار رقیب
کاش یہ رحم کرین بھی تو بگڑ کر اون پہ — دیتی ہے چشمک اونھین ابروِ خمدار رقیب
اونکو سمجھایا کسی طور تو افسوس افسوس — رُخ نہین کرتی ہے پھر مردمکِ یار رقیب
چار دن یہ مہربان بھی ہون تو روبرو میرے — آنے دیتا ہے نہین برقعِ رخسار رقیب
ہو مددگار صبا گرچہ اُٹھاتی ہے اُسے — مُنھ پہ آجاتے ہین بس گیسوونکے تار رقیب

شانہ سرکاتا ہے اونکو تو کان کے بالے ‏ بجلی چمکا کے ہین ہوجاتے شرربار رقیب

ایسی صورت مین نہ کیون آنکھ جھپک جاے دروغ
ہین یہ سب کافر و ظالم و دل آزار رقیب

ہمکو جتنے ہی تو ہوتے ہین ناگوار رقیب ‏ اونکو اوتنے ہی تو لگتے ہین خوشگوار رقیب

رشک سے خون ہمارا تو بس ہوجاتا ہے ‏ پان کا بوسہ جو لیا کرتا ہے ہر بار رقیب

دنیا تاریک نظر مین مرے ہوجاے نہ کیون ‏ سرمہ ہردم جو ہے لیتا خطِ دیدار رقیب

دل مرا ٹوٹکے ہووے نہ کیون ریزہ ریزہ ‏ آئنہ ہے جو رہا کرتا پیشِ یار رقیب

کسطرح بولین وہ مجھسے کہ بولنے مین تو ‏ کاٹ دیتے ہین زبان دندانِ آبدار رقیب

جل کے دل خاک ہی ہوجاتا ہمارا جس دم ‏ وہ لگاتے ہین گلے کرتیِ زرکار رقیب

اونکے ہی مدِ نظر تیرا ستانا جو دروغ
ہین بناتے وہ کئی روز طرحدار رقیب

نزدیک آرہی ہی وہ دیکھو بہار اب ‏ ساقی تو کردے دورِ مئے انتشار اب

شوقِ وصال مین نہین دلکو قرار اب ‏ پہلو مین تڑپتا ہے دلِ بیقرار اب

آؤ تو آؤ ورنہ لو اے جان اب چلا ‏ طاقت نہین مجھے کہ کرون انتظار اب

آئے ہین بہرِ فاتحہ وہ ماہوش تو آج ‏ روشن ہے خود بخود مری شمعِ مزار اب

آمد چمن مین آج ہے کس نوبہار کی ‏ بلبل بھی دے رہی ہے گلونکو جو خار اب

افشان کو دیکھ دیدۂ اختر جھپک گئے ‏ کھولو تو آنکھ پیارے ذرا شرمسار اب

تن کی خبر نہین و نہ ہے جان کی خبر ‏ کرتی کسی کی دیکھی ہے جو جامہ وار اب

سو بار ہم ہین کہتے و تم مانتے نہین ‏ مژگان نہ دکھاؤ کہ ہین چلتے کٹار اب

ہم مانگتے ہین بوسہ وتم دیتے ہو دشنام
تم ہو گئے ہو اندنون کیسے گنوار اب

کھائین نہ رشک غم مین کیون دیکھکر رقیب
ہے دمبدم جو دیتا مجھے بوسے یار اب

عاشق کو مزہ سبزۂ باغ ارم ملا
نکلے ترے ہین یار جو یہ رخ پہ بار اب

بستر شبِ زفاف مین گلرنگ ہے بچھا
ہے گلستان مکان و یا لالہ زار اب



اشعار تمھارے تو ہین دلچسپ اے دروغ
سُنکے ہوئی مجلس ہے اونھین جان نثار اب



مجھ سے پوچھے ہین سب مرے احباب
کس کے خاطر ہے تیرا حال خراب

دیکھکر یار و آسمان کی طرف
رہ مین جاتا ہون دیتا ہون نہ جواب

ایسی حالت مین پا کے دل کو مرے
کیون نہ ہو آئین چشم اونکی پُر آب

ہے تڑپ دل مین اندنون بے حد
دل کھون مین اوسے کہ یا سیماب

بیقراریِ دل مرے کی دیکھ
سکتے مین جاتا ہے ہو خود سیماب

ہون مین سمجھاتا پر وہ مانے جب
قابو مین ہے کہان دلِ بیتاب

مرے نالے کو سُن کے کہنے لگے
واہ واہ عُمدہ کیا بجا ہے رباب

پی کے مے غیر کی تو مجلس مین
دل کو میرے بناتے ہین وہ کباب

حضرتِ عشق کے مدرسے مین
طاق پر رہتی ہے خرد کی کتاب

مبتدی علمِ عشق کے دیکھو
بند کرتے ہین منتہی کے جواب

جوہری جان دین نہ کیون اپنی
ملتے ہین وہ کہین دُرِ نایاب

تابِ دندانِ صنم کی خواہش مین
دل سمندر کا ہو گیا آب آب

کیون نہ چھپتے پھرین مہ و خورشید
دیکھکر اونکے تو رخون کے رُعاب

تاب دندانِ یار ت ...

سائل ہم بھی ہین بوسۂ لب کے — دوگے جو تم تو ہوگا خوب ثواب
ہین نہ چھوڑونگا اب تو محشر تک — پایا ہے آپ کا جو حلقۂ رکاب
ہوئے مجھپر ذرا جو چین بہ جبین — کھنچ گیئن ارض و آسمان کی طناب
کیون مری نیند بس نہ اوڑ جائے — یاد کراونکی کُڑتی کم خواب
ظلم عاشق پہ ہے نہین اچھا — زندگی ہے تو پیارے مثلِ حباب
چار دن مین نہ کوئی پوچھے گا — کرتے ناحق ہو تم غرورِ شباب
پھر ہمارے ہی پاس آؤگے — ہم کہین گے کہ اب تو کہیے جناب
خوش تو ہے آپ کا مزاج شریف — جھینپینگے آپ ہون گے ہم شاداب
سُنکے یہ بات ہوگئے وہ خفا — لگے ہم پر جتانے زور و عتاب
تب تو ہم نے بھی کہدیا اون سے — آپ کیا ہین بڑے کہین کے نواب
اب کہوگے جو کچھ تو پھر صاحب — ہم بھی کہدینگے بات لُبِّ لُباب
چُٹنے سے وہ لگین گے چوتڑ مین — اور دل ہووے گا بھی جلکے کباب
جب یہ نوبت ہوئی تو وہ بولے — بس زیادہ نہ بڑھ زبان کو داب
ہنسکے مین نے کہا کہ بوسہ دو — لگے کہنے کہ کیون سبے اتنی تاب
کرتا گستاخی اب تو بے ڈھب ہے — مانتا ہے نہین کسی کی داب
اون کو غصے مین دیکھکر میرا — نکلا پڑتا ہے آج تو بیتاب
پیٹ چلنے لگا رقیبون کا — تھا گویا پہلے سے لیا جلاب
ڈرکے چھکے جو چھوٹے میرے گئے — لایا مین خوف سے بجا آداب
ہون مین اون چار یارونکے صدقے — جن پہ ہے مہربان وہ عالی جناب

تجھ کو کیون فکر رزق کی ہے دروغ
ہے وہ سب کا مسبب الاسباب

ردیف پ

زلف ناگن ہے گیسو کالے سانپ
آپ نے خوب واہ پالے سانپ

زلف گردن کی طوق ہووے گی
خواب مین ہین گلے جوڑالے سانپ

زلف کے پیچ مین پھنسا ہے جو دل
ڈر ہے یہ خواب مین نہ کھالے سانپ

زلف کے پاس قشقۂ سیندور
ہے کہ یا بیٹھا من نکالے سانپ

لٹ گھروار مانگ کی ہین نہین
سایہ کر بیٹھے ہین پھنالے سانپ

کس کی طاقت ہے اوسکا لے بوسہ
گال پر اپنے جو بٹھالے سانپ

دیکھ لو سوچ لو سمجھ لو خوب
سالی ناگن ہین تو ہین سالے سانپ

بل نکالین ہم اون کا دل بھر کر
وہ جو پڑ جائین میرے پالے سانپ

ناگنی زلف نے ڈسا جو دروغ
کرتے ہین قبر پر بھی ہالے سانپ

آج کسواسطے آمادہ بہ تکرار ہین آپ
قتل کرنے کو مرے کس لیے طیار ہین آپ

جو صنم دیر سے لیکر کھڑے تلوار ہین آپ
ہم بھی مشتاق شہادت ہو تو طیار ہین آپ

سر کو پہرونسے جھکائے ہوئے ہو نمین بیٹھا
حملہ کسواسطے اب کرتے نہین وار ہین آپ

ہلکا ہو جائیگا تن اب تو جنون مین ہم کو
سر تو کیا بال ہین ان وزون ہو کے بار ہین آپ

ایک بوسے کے عوض لے لیے ہمنے جو دو
بولی وہ رشک پری کہ بڑے ہوشیار ہین آپ

رسیان ہین سبھی وہین ہمنے بھی تنایون کردی
واہ معشوق نہین توسب سے وفادار ہین آپ

آپ وعدہ جو کرین حشر کا مطلق نہین غم
کیون کہ ہم جانتے ہین صادق الاقرار ہین آپ

اے اجل تیرا قدم کیون نہ مبارک ہووے
صدمۂ ہجر سے ہم جان سے بیزار ہین آپ




قتل کے بعد تری یاد جو آئی ہے دروغ
جا کے مرقد پہ مرے روتے زار زار ہین آپ

دکھا کے ایک جھلک جلد جو چھپ جاتی ہین آپ
کوہ طور آتش غم سے تو ہم جلاتے ہین آپ

جا کے سکھلاتے ہین گیسو جو آپ کوٹھے پر
سطح خاک پہ عشاق تو بل کھاتے ہین آپ

بے نقاب آپ جو جاتے ہین کبھی زیر فلک
مہ و خورشید صنم رشک سے جل جاتے ہین آپ

ہے غضب گال پہ تل آپ کے کاکل کے قریب
مرغ دل دام مین یکدانہ پہ پھنس جاتے ہین آپ




اوس پری رو کا تو سایہ سا ہے ہوجاتا دروغ
آنکھ اوٹھا کر کے جدھر دیکھو نظر آتے ہین آپ

اسقدر مت مجھے ستائیے آپ
دل دکھے کو نہین دکھائیے آپ

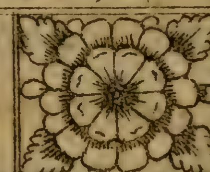
دار پر کھینچو مجھے تم لیکن
قتل مژگان سے نہ کروائیے آپ

حسرت دیدہ چشم میگون مین
خون مجھکو نہین رلائیے آپ

ملگے تھوڑی تو اپنے ہاتھون مین
خون میرا نہین کرائیے آپ

خون میرا نہ چھوٹے گا ہرگز
دامان تا حشر بھی دھلائیے آپ

غیر سے ہنس کے بزم مین شمع رو
دل کو میرے نہین جلائیے آپ




تو ہے حاضر گلا دروغ کا یار
تیغ ابرو کو اب چلائیے آپ

ہے شبِ وصل نہ شرمائیے آپ
شکل اپنی ذرا دکھائیے آپ

ہون مین مشتاق بوسۂ لب کا
منھ ذرا اسطرف تو لائیے آپ

لین گے ہم ایک ہی بوسہ بخدا
ہاتھ گالون سے تو سرکائیے آپ

دور رکھ کے حجاب ایک طرف
آنکھ مین آنکھ تو ملائیے آپ

بیٹھ کے بان نیچے اتنی شرم
آنکھ اوپر کو تو اوٹھائیے آپ

دل میرا بیقرار ہے ازبس
اب تو چھاتی سے مجھے لگائیے آپ

لو نہ مین دق کرون گا آپ کو اب
میرے آغوش مین آجائیے آپ

نیند کا کرکے بہانا سرِ شام
ایسا ہر وقت نہ جمہائیے آپ

دیکھیے او چھو تو چڑھ جائے گا
پانی پیتے مین مت ہنسائیے آپ

ناتوانی سے جاتی چڑھ نَس
مجھکو اتنا نہ گدگدائیے آپ

دیکھیے حشر بپا ہووے گا
اپنی پازیب مت بجائیے آپ

ہے تو یہ نام خدا پہلی شب
اسقدر جلد نہ گھبرائیے آپ

ہونا جو کچھ تھا ہو چکا دلبر
ایک لحظہ تو ٹھہر جائیے آپ

جان حاضر ہے مال ہے کیا چیز
منھ سے اک لفظ تو فرمائیے آپ

دل جو اونکا گیا اُچٹ ہے دروغ
کھیل شطرنج سے بہلائیے آپ

ردیف ت

فرقت مین یاد اونکی جو آئی تمام رات
سر پیٹا رویا دھوم مچائی تمام رات

چرچا رہا جو دنکو تھا اون کی کلائی کا
مطلق نہین مجھے تو کل آئی تمام رات

خاکِ قدم یاک کی دن بھر تلاش کی
پھر صحرا مین جا دھول اُڑائی تمام رات

وعدہ یہ کر گئے کہ ہم آئینگے شب کو آج
وان پانؤ مین جا مہندی لگائی تمام رات

دھوکے مین ہاتھ زلف کو اُنکے جو لگ گیا
آفت مین جان مفت پھنسائی تمام رات

غواص طبیعت ہوئی اُس بحرِ حسن مین
لیکن کمر نہ ہاتھ مین آئی تمام رات

خون ہو جگر دروغ صبح کو تو بہ کیا
دیکھے نہ تھے جو دستِ حنائی تمام رات

کہون مین کس سے احوالِ محبت
بچھا دنیا مین ہے جالِ محبت

خدایا ہے دعا میری یہ تجھ سے
محبت کو دے جنجالِ محبت

کیا ہے جیسا رسوا اسنے مجھکو
الٰہی ہو وہی حالِ محبت

جو ملجائے کبھی دھوکے سے مجھکو
قسم ہے کھینچ لون کھالِ محبت

ملے تجھکو نہ دوزخ مین جگہ بھی
بُرے ہین تیرے اعمالِ محبت

خدا تجھکو کرے بے دست و بے پا
نہ ہو دنیا مین تا چالِ محبت

دروغ اسکا نہ لینا نام ہرگز
نہین بہتر ہے آمالِ محبت

مدتون مین مری لڑی قسمت
رات کو جو نظر پڑی صورت

ہے تو یہ شانِ کبریا اے دل
ہو مجسّم جو ہے کھڑی قدرت

ہجر مین اوس پری شمائل کے
ٹل رہی ہے مجھے گھڑی ساعت

دیکھیے کب وصال ہوتا ہے
ہے بہت دنسے تو اڑی قسمت

کیا ہی جادو ہے اوس پری زاد کیا
ہو گئی ہے مری سڑی طبیعت

کفر کو چھوڑ مسلمان ہوئے
کعبۂ دل مین جب گڑی مورت

لوگ کہتے ہین بت پرست مجھے
یا خدا مجھکو ہے بڑی حیرت

ہے نپٹ اونکا تو لڑکپن یہ
گر گئی نفرت گھڑی گھڑی الفت

دیکھکر حال یہ تو ہم بھی دو روز
ہین بدلتے گھڑی گھڑی عادت

کیا ہی تیر انداز ہین وہ چشم مست
گرچہ دیتے ہین دل رستم کو پست

بانک پن اون ابروؤن کا دیکھکر
کھا مروڑین جاتے ہین اگلی سکو دست

سیدھی بھی مژگان چلین ہین اوسے تو
کرتا ہے وہ بھاگنے کا بند و بست

جھانولی گر ایک بھی دیتے ہین وہ
اک گرہ بھی کر نہین سکتا تو جست

ہو خجل شرمندگی سے بات مین
جاتا ہے وہ عرق مین گلست و پست

ایک ستم ہی اجی کیا مال ہے
دی اون نے فوج عالم کو شکست

آفرین صد آفرین تمکو دروغ
ہو جو رستے اوسکے کوچے مین نشست

سبحان اللہ چہرے کی وجاہت
وجاہت ہے وجاہت ہے وجاہت

عجب ہے شکل پر اون کے ملاحت
ملاحت ہے ملاحت ہے ملاحت

رخ اونکے دیکھ مہ کو ہے ندامت
ندامت ہے ندامت ہے ندامت

کلام یار از بس ہے فصاحت
فصاحت ہے فصاحت ہے فصاحت

جمال اوس بت کی شایان ہے زیارت
زیارت ہے زیارت ہے زیارت

شبِ فرقت تو اے دل ہے قیامت | قیامت ہے قیامت ہے قیامت



دروغ از غیب تجھ کو ہے بشارت
بشارت ہے بشارت ہے بشارت



ردیف ٹ

دیے ہین ہمکو بوسے یار نے شب کو بھی کیا جھٹ پٹ
دلِ مشتاق نے بھی لے لیے ہین کیسے جا جھٹ پٹ

مریضِ عشق کا اونکے لبون پر آرہا دم تھا
صنم نے وصل کا دم دے دیا اوسکو چلا جھٹ پٹ

ہمین کیا کام عیسیٰ سے وہ گر آتے تو اونکو بھی
یہ اوڑکر مرض لگتا ہوتے خود بھی مبتلا جھٹ پٹ

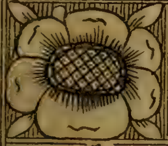
شبِ محشر نظر آتی اونھین اک دم ہین عالم مین
اگر وہ بت دکھا دیتا اونھین زلف دوتا جھٹ پٹ

لحد سے قصدا و ٹھنے کا برو زِ حشر کرتے تو
نگاہِ یار جادو کرکے دیتی پھر سلا جھٹ پٹ

دکھا دیتا بتِ کافر کرشمہ ایک گر اون کو
تو دیتے یاد روح القدس کی دل سے بھلا جھٹ پٹ



تمھارے شعر مین ہے وصف و شان شانِ الٰہی بھی
جو سنتا ہے دروغ ان کو ہے ہوتا اولیا جھٹ پٹ



ہنس کے مجھ سے وصل مین ہین جبکہ وہ جاتے لپٹ
ماہ و خورشید باہم ہین گویا جاتے چپٹ

بزم مین وہ ناز سے جب بیٹھتے ہین میرے پاس
روغنِ غم سے وہین اغیار ہین جاتے چکٹ

ہین طلب کی جو ہم محفل مین اک بوسہ کبھی
دیکھکر نامحرمونکو ہین وہ شرماتے نپٹ

ہم جو ضد کرتے ہین اُنسے ہوکے وہ ہمسے خفا
آنکھ دکھلا کے ہمین ہین ایسی بتلاتے ڈپٹ



کہ ستک جاتے ہین انڈے لے دروغ اس ڈانٹ پر
اور تم بھی پھر تو کونے مین ہو رہجاتے سمٹ



ذکر گھر جانیکا اوسنے کل کیا جو جھوٹ موٹ
بات اسکی سنکے مین فوراً دیا رُو پھوٹ پھوٹ

جب مین رو یا یون تو بولا ہنس کے وہ رشک پری
کسنے مارا ہے تجھے ایسا بتا تو کوٹ کوٹ

کہکے یہ مجھ سے لگا اوسنے جو چھاتی سے لیا
پی گئے اغیار اپنا خون جگر کو سُوٹ سُوٹ

اونکی افشان دیکھ کے اور ہو فدا دل جان سے
گر پڑے اختر فلک سے بس محو ہو ٹوٹ ٹوٹ

کشور حُسن صنم پہ کر چڑھائی اسے دروغ
دشمنون کو صاف کر بس تم مزے لو لوٹ لوٹ

بچھا ہے میرے پلنگ پر جو آج گلشن لیٹ
تو وہ گل آکے رہینگے بس اب یقین لیٹ

لگا کے مسّی دھوان دھار باغ مین ہین گئے
خاک پر چلکے تو دیکھو ہے رہی سوسن لیٹ

سُرخیِ لب نے چمن مین ہے یہ دکھلایا رنگ
سرنگون ہو کے زمین پر ہین رہی گلبن لیٹ

ہے یہ دن عید سے بڑھکر تو مجھے یار و آج
ماہرو پہلو مین میرے ہی رہا بن ٹھن لیٹ

دیکھنا ہاتھ نہ چھو جائے زلف کو اُن کی
یہ ہوا خوب کہ پہلے سے رہی ناگن لیٹ

خوف ہر دم ہے کہ فتنہ نہ کھڑا ہو کوئی
شام سے گرچہ رہی ہے وہ سیہ باطن لیٹ

شکریہ کر کے ادا اُس سے کہو تم یہ دروغ
رات جاتی ہے بہت چل کے مرے مُحسن لیٹ

ردیف ث

اے پری ہر دم ترا مجھکو ستانا ہے عبث
آتش فرقت سے میرا دل جلانا ہی عبث

حسرت دیدار مین ہو خاک در تک یار کی
آ گیا ہون اے صبا اسکا اُڑانا ہے عبث

گر اُڑانا ہی ہو پونہچا دے مجھے تو اُسکے پاس
ہو جو مین پونہچا یہان اب پھر لانا ہے عبث

رحم کھا تو حال پر میرے خدا کے واسطے — خاک سے میری بھی تجھے تو خار کھانا ہے عبث
مٹ گیا ہون سر بسر مین آرزوے وصل مین — پھر مرا تجھکو دوبارہ تو مٹانا ہے عبث
خاک نے میری ترا کیا ہے بگاڑا پیچ بتا — بے گناہون کو ترا اتنا ستانا ہے عبث
مان جا بہر خدا ہون تھک گیا مین ناتوان — تجھ سے تجھکو واصبا زور آزمانا ہے عبث
جو نہین ہے مانتی کرنے سے منت اسقدر — تو سلیمان کی قسم تجھکو دلانا ہے عبث
یاد رکھ اس بات کو اچھی طرح سے تو ولیک — اسقدر تیرا زمین سر پہ اُٹھانا ہے عبث
بکتے بکتے دل مرا اس مین لگا کرنے ہے اب — اسطرح مجھ ناتوان کو تو بکانا ہے عبث

چُپ رہو بس اے دروغ ہر چند روزہ یہ جہان
اس کی چیزون مین میان دل لگانا ہے عبث

بوسہ لینے پر صنم ہمسے جھگڑنا ہے عبث — مین ترا بندہ ہون مجھ سے تو بگڑنا ہے عبث
نوجوانی مین تو رہتے تھے بہت سیدھی طرح — اب ضعیفی مین ترا ظالم اکڑنا ہے عبث
جو اسیر عشق ہین اُن کو تو صیاد فلک — تیرا زنجیر حوادث مین جکڑنا ہے عبث
جو نہین سنتا فلک فریاد تیری تو اے دل — آستان دہر مین سر کو رگڑنا ہے عبث

اس مصیبت مین کرو یاد خدا دل سے دروغ
چرخ کج رفتار کا دامن پکڑنا ہے عبث

نظم

دین و دنیا عبث آغاز و انجام عبث — مین عبث تو عبث و خاص ہے اور عام عبث
مفلس و شاہ عبث خرقہ احتشام عبث — کر و فر جاہ عبث اور ناز و نعم عبث
دن عبث رات عبث صبح عبث شام عبث — کل عبث آج عبث دم عبث و دوام عبث
گل و گلشن عبث و گلرخ و گل اندام عبث — بو و بلبل عبث گلچین اور گل فام عبث

شر عبث خیر عبث غم الم آرام عبث
مے و مینا عبث ساقی عبث و جام عبث

تن عبث جان عبث دل دلآرام عبث
صید و صیاد عبث دانہ عبث دام عبث



مطلب و غرض دروغ ہے عبث و کام عبث
عشق و معشوق عبث عاشق ناکام عبث

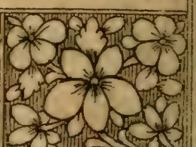


مہینوں سے مہ یان تیرے نہین آنیکا کیا باعث
رقیبون کے یہان تو روز ہے جانیکا کیا باعث

رہین آٹھون پہر اغیار تیرے گھر مین تو ظالم
ہمین اک دم نہین اندر ہے بلوانیکا کیا باعث

لڑاتے آنکھ غیرونسے ہو رہتے صبح سے تا شام
نہ ہمکو اک نظر دیدار دکھلانے کا کیا باعث

ہو ہنستے بولتے اور روٹھنے گھنٹون ہمسے تو لیکن
نہ برسون تک ہے منھ سے کچھ بھی فرمانیکا کیا باعث



رہین گھڑیون چڑھے چھاتی پہ تیرے دیگران پیارے
دروغ عاشق کو پاس اک پل نہ بٹھلانیکا کیا باعث



ہو گئے مجھ سے خفا کیا باعث
ہے مری کون خطا کیا باعث

ساتھ غیرونکے بہت لطف و کرم
ہم پہ صد جور و جفا کیا باعث

ڈھیلی کرتی سے تو تنگ آتے تھے
آج ہین بند لو وا کیا باعث

بولتے تھے نہین گالی کیسی
آج یہ نئی ادا کیا باعث

ایسے گھبرا کے اختلاط مین تم
ہو گئے مجھ سے جدا کیا باعث

او موذن یہ کیا کیا تو نے
دی ہے جو جلد صدا کیا باعث

دیکھ آ تو ہی ذرہ جل بھر کے
لوٹا قاصد نہ ہوا کیا باعث

دل نے خود نامہ بری کی ہے دل لیے
وہ بھی اب تک نہ پھرا کیا باعث

آج کل کوا پری پراے دروغ
ہو گئے تم ہو فدا کیا باعث

ردیف ـ ج

کیا بنی ہے خوب اُس مہرو کی سج
دیکھنے قابل ہے اُس گلرو کی سج

بے زبان ہے چشم کہہ کیونکر سکے
ہے بنی جس طرح اُس دلجو کی سج

ہے زبان محروم حظِّ دید سے
جانے کیونکر وہ تو اُس گبرو کی سج

ہو رقم کیونکر بڑی مدّت سے ہے
تختے مین اُس خوبِ آب رو کی سج

سیدھا ہو جاوے فلک اِک آن مین
دیکھ لے گر وہ خمِ ابرو کی سج

بیخودی مین بھول جاوے آپ کو
یاد آجاوے جو کرِ مو کی سج

چھپنا کیسا جل مرین خورشید و ماہ
اک نظر دیکھین جو شعلہ رو کی سج

دل پریشان ہو گیا سُنبل کا بس
دیکھی اُسنے جب سے اُن گیسو کی سج

ہر دو عالم کیون معطر ہو گیا
دیکھی ہے کیا آج عطرِ بو کی سج

کیا ہوا تاریک دنیا جو ہوئی
دیکھی شاید نرگسِ جادو کی سج

پھر جہان سارا منور ہو گیا
دیکھکر رخسار دیدارو کی سج

زشت روئی اُٹھ گئی ہے خلق سے
جب سے نازل ہو تو اُس خوش رو کی سج

عالم الغیبی ہوئی حاصل درو غ
خواب مین دیکھی جو شیشہ رو کی سج

واہ جی خوب نکالی سج دھج
ہے یہ دنیا سے نرالی سج دھج

عاشقو کھلتا ہے دروازۂ حسن
دیکھو آیا رکی عالی سج دھج

شام تک گُل تو تھا کچھ اور ہی رنگ
ہے یہ سب آج بنالی سج دھج

کم سنی مین ابھی اللہ اللہ
سن یہ کہتا ہے وہ ننھے منھ سے
بڑھتی جاوے خدا کرے دن دن

اسطرح سے ہے سنبھالی سچ دھج
ہے ابھی تو مری بالی سچ دھج
ہے مجھے دیتی خوشحالی سچ دھج



پوچھا جو مین نے دروغ ہنسکے کہا
خانہ زاد ہے مری بالی سچ دھج



کرتے ہو بات مین کیون غنچہ دہن کج
ہے آج کل تو ایسا سمان کج ادائی کا
یہ خوف ہے مجھے کہ نہ جائے کمر لچک
دل مین جو ہے بسا وہ مرے کج کلاہ تو
سونا تو نہین قبر مین بھی چین سے ہوگا
ہون کشتہ جو مین ابروِ خمدارِ یار کا

اک دم مین نکلجائیگا سب رشک چمن کج
قمری سے کرتے باغ مین ہین سرو چمن کج
بہرِ خدا نہ چال چلو نیک چلن کج
آتے نظر مین ہین در و دیوار و صحن کج
کرتے ہین جو دزات مری سیم بدن کج
کرتے ہین لوگ قبر مین بھی مجھکو دفن کج



کس کج ادا نے مارا ہے تجھکو تو لے دروغ
رہتا ہے قبر پہ جو ترے چرخ کہن کج



ساقی پلاوے تو مے عشرت کا جام آج
ہے جلوہ گر جو یار مرا بر لبِ بام آج
پھولے نہین سماتے ہین جامے مین اپنے گل
ہوگا اسیر طائرِ دل اک جہان کا
منظور کشتنی ہے جو سارے جہان کی
آنکھین امنڈ رہی ہین بہت زور شور سے

ہو نام تیرا میرا تو بر آوے کام آج
جا چھپ رہا ہے برج مین ماہِ تمام آج
آیا ہے باغ مین جو مرا گل اندام آج
رخسار پر بچھا ہے جو زلفو نکا دام آج
کرتے ہین کیا کیا ناز و ادا اہتمام آج
نوحؑ عمر کی کشتی کا کرین انتظام آج

فرقت مین تڑپتا ہے دلِ برق وش مرا
ہوتا نہین قرار دلِ زار کو مرے

لیتا نہین کوئی اُسے اک دم ہے تھام آج
شاید کہ لامکان مین کرے وہ قیام آج

تھا تو ہنسا دروغ شبِ وصل مین کمال
لیتا رُلا رُلا ہے فلک انتقام آج

مریضِ عشق کا ممکن نہین دوا سے علاج
نہ ہوتا ہے کبھی ہرگز کسی دعا سے علاج

مرضِ گریہ کو مرے دیکھکے بولے عیسیٰ
نہ ہوگا حشر تلک اسکا کسی نوع سے علاج

ہوا ہون مبتلا ایسا مین نالہ سنجی مین
نہ ہوا پر نہ ہوا جسکا مسیحا سے علاج

رہا مین قبر مین بھی نعرہ زن تو بعد از مرگ
نہ ہوا درد کا میرے اجی قضا سے علاج

ہوا جو نغمہ سرا مری لحد پر وہ دروغ
تو ہوا جلد خوش آہنگ کی صدا سے علاج

ردیف ـ ج

خوابِ غفلت سے ہو بیدار ذرا دل مین سوچ
عمر جاتی ہے یہ بیکار ذرا دل مین سوچ

ٹٹی دھوکے کی ہے دنیا یہ تو تیرے آگے
اسکے پیچھے ہے تو کیون خوار ذرا دل مین سوچ

کوئی اپنا ہے نہ یان اور نہ کوئی بیگانہ
کس خطا مین ہے تو اے یار ذرا دل مین سوچ

کہتا ہے دوست کسے اور عدو کس کو تو
لا زبان پر نہ یہ گفتار ذرا دل مین سوچ

کرتا ہے خیر و شر کس سے جہان مین اے دل
چھوڑ دے دونون یہ تو کار ذرا دل مین سوچ

پھول مست جامۂ ہستی یہ تو ایسا نادان
ہوگا اک دم مین یہ فی النار ذرا دل مین سوچ

یہ جہان ہے تو بنا یا گیا مہمان سرا ہے
آئے دو روز گئے چار ذرا دل مین سوچ

بیچکر جان خریدار ہو نیکی کا ذرا
دے دوئی چھوڑ پیالہ مے وحدت کا پی
حال عقبےٰ کا بیان کرتی ہین دنیا مین سب
دیدہ و فرقان و توریت وانجیل و زبور
اینچا تانی بھی کیا کرتے ہین آپس مین یہ
مجھکو افسوس یہ آتا ہے کہ پانچون یہ بزرگ
مین کہون شان مین کس کے کوئی کلمہ اے دل

موت کا گرم ہے بازار ذرا دل مین سوچ
اس نشے مین ہو تو سرشار ذرا دل مین سوچ
ہے کہان کھلتا یہ اسرار ذرا دل مین سوچ
کرتے باہم تو ہین تکرار ذرا دل مین سوچ
کون ہو اسکا روادار ذرا دل مین سوچ
ہین تو نخوت مین گرفتار ذرا دل مین سوچ
ہین تو یہ کل بڑے دین دار ذرا دل مین سوچ

ہون مگر کہتا یہ مین بار بار اس سے دروغ
جسکو ہے انسے سروکار ذرا دل مین سوچ

اوطرحدار ذرا دل مین سوچ
خونِ عاشق تو ہوگا اک دم مین
تیر سے چھید تو جگر جائے گا
عاشقِ ناتوان پہ بس ہے ستم
گاج ٹوٹے گی قیامت پر آج
تلخ کامی سے مُوا جاتا ہون
غمِ فرقت سے نہ ہل سکتا ہون
شبِ فرقت کی صبح تو کر دے
یاد کیون تجھکو نہین وعدے کی
آج ہی وعدہ تو تھا ملنے کا

کبر نہ بیٹھ ذرا دل مین سوچ
چشمِ میخوار ذرا دل مین سوچ
مژۂ یار ذرا دل مین سوچ
اے ستمگار ذرا دل مین سوچ
برقِ رفتار ذرا دل مین سوچ
شیرین گفتار ذرا دل مین سوچ
میرے غمخوار ذرا دل مین سوچ
رُخِ دلدار ذرا دل مین سوچ
اے وفادار ذرا دل مین سوچ
اے ملنسار ذرا دل مین سوچ

قصۂ زلف کو نہ چھیڑ دروغ
ہے وہ طومار ذرا دل مین سوچ

ہے یار کا نہ پیچ نہ اغیار کا پیچ
جو کچھ ہے وہ ہے چرخ ستمگار کا پیچ
ہوتے ہو شب ہجر مین کیون تم مضطر
وہ بھی تو ہے اک زلف سیہ مار کا پیچ
اک آن مین ہوگی ابھی صبح امید
دکھلائے جو وہ برقعۂ رخسار کا پیچ
پس جائے آسیا مین بیخودی کے جہان
گر خواب مین دیکھے کمر یار کا پیچ

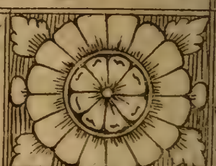
گردش مین رہے چرخ بھی تا حشر دروغ
دیکھے جو چیرہ بند کے دستار کا پیچ

ہے نہ برسون نہ مہینون نہ دن و پل کا پیچ
ہے اگر کچھ بھی تو ہے بال کے اک بل کا پیچ
اُسمین ہم مین تو تفاوت نہین اک تل بھر کا
مانیے چاہے سو آپ اپنے تو اٹکل کا پیچ
آوے کسطرح نظر مین ذرا تم غور کرو
ہے نظر آیا تو کب چشم کو کاجل کا پیچ
سوچا کر غور جو جی مین تو یہ کہتا ہے وہ
یہ بنا رکھا ہے اُس شوخ نے یک چھل کا پیچ

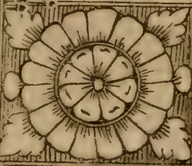
دل کو آئینہ بنا کرکے جو دیکھا ہے دروغ
کھل پڑا تب یہ کہ بس ہے اول بدل کا پیچ

ناصحا پھر ویسے تو سمجھاتا ہے کیا اونچ نیچ
یہ رہ عشق بتان ہے سوچنا کیا اونچ نیچ
سنگدل سے کام ہے در راہ سنگستان ہے
پر چلا جا بیدھڑک چڑھتا اُترتا اونچ نیچ
داغ کہا اُس شعر و کا دل ہوا مثل آفتاب
ہے کہان ہمکو اندھیرا یا اُجالا اونچ نیچ
رہروان عشق کو تو ہین سو گم سب راستے
اُن کو کیا تو ناصحا اب ہے بتاتا اونچ نیچ
معاف کر ہمکو نہ ہمسے کر زیادہ بات چیت
اے بلند ہمت یہ ہر کس کو خوش آتا اونچ نیچ

ایک ٹھوکر عشق کی لگتی جو تجھ کو اے عزیز
دیکھتے ہم تب اگر تو یاد رکھتا اونچ نیچ



غیب سے اُستاد کی ہے صدا تجھکو دروغ
کہ چلا جا بیخطر سب پار کرتا اونچ نیچ



ردیف ح

خوش آتا نہین اُن کو مرا مشورہ صلاح
پر غیر سے کرتے ہین کیا مشورہ صلاح

ہے اپنا تو گذر نہین محلس مین یار کے
کیا جانیے وان ہوتا ہے کیا مشورہ صلاح

دل کو میرے پھنسانیکو لگ اُسکے کان مین
کرتی ہے اُس سے زلفِ دوتا مشورہ صلاح

اللہ بچائے کہ ہین کرتے تو مل کے آج
غمزہ کرشمہ ناز و ادا مشورہ صلاح

طیار ہم بھی ہین تو شہادت کے شوق مین
دیتی نہین ہے لیک قضا مشورہ صلاح

ہو وے اگر وہ راضی بھی ملنے کو مجھسے تو
کب دینگے اُسے شرم و حیا مشورہ صلاح



لائے گی اُسکو کھینچ ترے پاس اے دروغ
کرتی ہے اب جو آہِ رسا مشورہ صلاح



مدِ نظر ہے اُنکے تو اغیار کی صلاح
کب مانتے ہین وہ تو بھلا یار کی صلاح

محتاط مزاجی تو ہے بس ختم یار پر
پاخانہ کو لیتے ہین وہ دو چار کی صلاح

آتے نہ میرے گھر کو وہ تا حشر بھی اگر
ہوتی نہ آج اُنکے جو گھر بار کی صلاح

ظاہر مین تو انکار وہ کرتے ہین سراسر
در پردہ و لیکن تو ہے اقرار کی صلاح

دل تو یہ چاہتا ہے بس اب چل کے سو رہین
پر ہے نہین ابھی مرے دلدار کی صلاح

کہتے وہ لے ہین ناز سے گردن مین ہاتھ ڈال
اکبار کی صلاح ہے کہ دوبار کی صلاح

مین بھی لپٹ کے کہتا ہون اُس شوخ سے دروغ
سچ بار کہین آپ ہے تے بار کی صلاح

اُس شمع رو سے جو ہے دل کو لگایا بے طرح
آتش فرقت نے تو تن کو جلایا بے طرح

جان جاتی ہے مگر آتا نہین وہ گل نظر
حسرت دیدار مین ہے داغ کھایا بے طرح

کہ جدا آغوش سے اِس چشم نا الطاف نے
میرے طفل اشک کو کیسا رُلایا بے طرح

تھامنا تا جسقدر مین اُتنا ہی روتا تھا وہ
حشر برپا تھا عجب وہ فیل لایا بے طرح

چُپ ہوا تھا کچھ مگر یاد آگئی کہ صبح کو
جائیگا گھر یار پھر دنگا مچایا بے طرح

نیند اُسکی بے مزہ ہونے لگی جب آخر شش
دے کے تھپکی ناز کی اُسکو سلایا بے طرح

ہو رہا چپکا وہ تھا دم کھینچ کر جیون تیون دروغ
صبح ہوتے ہی تو پھر کیا راگ لایا بے طرح

وصل مین بھی یار نے جھگڑا مچایا بے طرح
عیش و عشرت مین ہمارا دل دُکھایا بے طرح

لے لیا بوسہ جو بے پوچھے صنم کے ہمنے رات
لاکھون صلواتین ہمین اُسنے سُنایا بے طرح

پھر بناوٹ سے بنایا مُنھ بگڑ کر اُسنے تب
گدگدا کر ہم نے تو اُسکو ہنسایا بے طرح

زلف کا حلقہ بنکے گال کے تل کے قریب
مرغ دل دانے پہ پھندے مین پھنسایا بے طرح

عشق مین اُس رشک لیلیٰ کے سراسر ہو خراب
اس دل مجنون نے دیوانہ بنایا بے طرح

تھا کیا جو شور شب کو زلف کے سودائی نے
صبح ہتکڑیون کو ہاتھون مین ڈلایا بے طرح

صبر اسیر بھی نہ شوکت کو ہوا مطلق دروغ
گیسوئے مشکین تا در زندان لایا بے طرح

لائے گا جو اُن کو کوئی یان کسی طرح
بھولون نہ عمر بھر کبھی احسان کسی طرح

تسکین دلِ زار کی ہو جائے ہجر مین
دکھ جائے وہ گر زلفِ پریشان کسی طرح

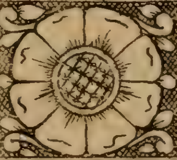
گر مرض میرے گریہ کا گرنا ہے تجھکو دور
دکھلا طبیب وہ رُخ خندان کسی طرح

آجائے اجل غیر کی ہو میری زندگی
نکلے جو اُنکے مُنھ سے ذرا ہان کسی طرح

اُسکی قبا ہے میرے گریبان کے تار کی
دستِ اجل چھڑائے نہ دامان کسی طرح



ترسا چکا دروغ کو دل بھر کے تو صنم
لگ جا گلے سے اب تو مری جان کسی طرح



ردیف خ

جان جاتی ہے نہین آتا شوخ
بے طرح ہم کو ہے ستاتا شوخ

یون تڑپتا ہے بیٹھا کھڑکی مین
دیکھکر مجھکو ہے اُٹھ جاتا شوخ

مین کہون لاکھ نہین سُنتا ایک
رہتا اپنی ہی ہے وہ گاتا شوخ

ہون بگڑتا جو کسی وقت ذرا
ناز سے باتین ہے بناتا شوخ

کرتا ہون مین جو لگاوٹ کی بات
مجھ سے فوراً ہے بگڑ جاتا شوخ

مجھ سے ہم چشم نہین ہوتا ہے
آنکھ ابروؤن سے ہے لڑاتا شوخ

عرش پر جاتا ہے چڑھ میرا دماغ
ہے مجھے پاس جب بٹھاتا شوخ

مہندی ہاتھونکی وہ نہین دھوتا
آگ پانی مین ہے لگاتا شوخ

لیتا چٹکی ہے دیتا گالی گاہ
ہے غضب آج کل اِتراتا شوخ

ہم کلام ہوتا نہین مجھ سے کبھی
اورون سے باتین ہے مٹھلاتا شوخ

کبھی سیدھا کبھی اُلٹا سوکے
دیکھو ہے کسقدر اُٹھلاتا شوخ

ہے نہین اینٹھتا وہ مجھ سے مگر بانکپن اپنا ہے دکھاتا شوخ

ڈھیٹھ ایسا ہوا ہے اب وہ دروغ
کہ ہے مردون کو بھی شرماتا شوخ

مین بلاتا ہون نہین آتا شوخ پاس غیرونکے خود ہے جاتا شوخ
یہ فراموشی تو دیکھو اُس کی ہے نہین بھول سے بھی آتا شوخ
رکھتا ہے دل مین عداوت مجھسے آکے پھر لوٹ ہے جو جاتا شوخ
ہے تو درپردہ کوئی اور ہی بات آنکھ جو ب مجھسے ہے چھپاتا شوخ
ہے لڑکپن مزاج مین اُسکے دیکھو کیسا ہے ٹھنٹھناتا شوخ
دیکھا گھُنّا مزاج ایسا نہین ہے وہ ہر وقت بھُنبھناتا شوخ
اُسکی شوخی کا ٹھکانا ہی نہین نیند مین بھی ہے چُلبلاتا شوخ
بلغمی ہے سرشت کیا اُسکی رات بھر رہتا ہے برّاتا شوخ

وصل مین رکھ سکے وہ ضد اپنی دروغ
بانتی بھی نہین سُلاتا شوخ

دورہ چشم سے تو ارض و آسمان کو ہے چرخ نہ فقط ہے یہی اِس اور اُس جہان کو ہی چرخ
ہے عجب نور ریرو پہ میرے دیکھو آج حسرت دید مین جسکے تو سلیمان کو ہی چرخ
مانگ لے ڈھب سے ہے نکالی مرے دلدار نے آج ہو فدا جسپہ فلک تو کہکشان کو ہی چرخ
ہین غضب نور فشان رخ پہ تو اُنکے افشان دیکھ ذرات جنھین اختر تابان کو ہی چرخ
چال اُس ماہوش کی دیکھکے اور وجد مین آ لا بیان ہے جو ہوا ماہ جبینان کو ہی چرخ
پری تمثال کی خصلت کا کرون کیا مین بیان سیرت نام خدا پر کرد بیان کو ہی چرخ

مصحفِ رو کی تو تفسیر دروغ ایک طرف
بیتِ ابروے صنم پر ہوا قرآن کو ہی چرخ

اُنکے رخسار کے خاطر مہِ تابان کو ہی چرخ
آستانِ یار کے خاطر ہوا رضوان کو ہے چرخ

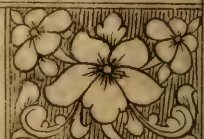
صحنِ یار کی حسرت تو گلستان کو ہے
زلف مشکین کے لیے سنبل و ریحان کو ہے چرخ

لائکا باغ مین تشریف صنوبر میرا
اس سبب سے چمن مین سروِ خرامان کو ہے چرخ

آج کیا آمدِ دلدار ہے مرقد پہ میری
ورنہ کسواسطے ہوتا قبرستان کو ہے چرخ

گر ملے اُسکی غلامی تو کرین بے دامون
اِسلیے کوچے مین اُس کے حور غلمان کو ہے چرخ

کوچۂ رشکِ پری کی ہی گدائی ملجاے
اس تمنا مین وہان روز سلیمان کو ہے چرخ




عارضِ یار کی تفسیر در کنار دروغ
نقطۂ خال ہے اُس رُخ کے تو قرآن کو ہے چرخ

لباس یار نے ہولی مین جو پہنا سرخ
خون سے عاشق کے ہوئی ہو تو ساری بنیا سرخ

حسرتِ دیدِ صنم مین مین رویا خون اتنا
بخدا آنکھو نسے میرے ہے بہا دریا سرخ

دل ملا ہے کسی عاشق کا کہ پامال کیا
دست و پا یار کے ہین خوب تو دیکھو کیا سرخ

جاے مل جیلا اگر اُنکا تو اے دُزدِ حنا
بخدا سامنے غیرو نکے ہو مُنھ میرا سرخ

جسقدر لال ہین لب اُس پری شمائل کے
اُسقدر لعل کہ مرجان تو کہان ہیگا سرخ

سایۂ لالہ رو جیسے ہے پڑا گلشن مین
پھول لالے کا اُسی وقت سے پیدا ہوا سرخ




نکلا جب تک نہ تھا باغِ جہان مین وہ دروغ
تھا نہ اک پھول بھی دنیا مین کبھی پھولا سرخ

ردیف د

یاد آئی جو اُنھین میری دلا میرے بعد
بھولا سب ناز و ادا وہ خوش ادا میرے بعد

لوگ ہنستے ہین ابھی دیکھ مرے سودے کو
پر ملے گی نہ اُنھین دشت مین جا میرے بعد

قتل کے وقت تو لائے نہین کچھ دل مین خیال
جب بہا خون بہت افسوس کیا میرے بعد

لے گیا قبر مین جو ساتھ غم یار کو مین
غمزدون نے مجھے دی خوب دعا میرے بعد

پیچ گیسو کا جو اُنکے تھا مین گرفتہ بخدا
حال ہرگز نہ کسی پر یہ کھلا میرے بعد

جان دی اُسکی محبت کا جو دم بھر مین نے
نام الفت کا کسی نے نہ لیا میرے بعد

لاکھ صدمے سہے تا زیست فنا سے پر جب
مین مُوا نام وفا بھی نہ رہا میرے بعد

تھی بہت سخت عداوت جو صبا کو مجھسے
خاک اُڑائی بھی در یار سے جا میرے بعد

غیر کے نقشے کے جمنے کا تو ہو ذکر ہی کیا
ہاتھو مین رنگ حنا بھی نہ جما میرے بعد

اُنکی مجلس کی بھی رونق رہی میرے دم تک
جاتے ہرگز تو نپائی بھی صبا میرے بعد

رو برو دل کی تو مروت سبھی کرتے ہین دروغ
بات ہے جب کہ رہے دھیان ترا میرے بعد

دشمن جان ہونا تو ہے دوستداری سے بعید
کو وہ غم سینے پہ رکھنا غمگساری سے بعید

ہر گھڑی نامحرمونکے سامنے منھ کھولنا
ہے تمھارا مہربان یہ شرمساری سے بعید

غیر کے دم مین تو آجاتے ہو آسانی کے ساتھ
ہے نہین کیا یہ بتاؤ ہوشیاری سے بعید

پاس بٹھلا کر رقیبون کو ہو رکھتے مجھکو دور
یہ تو حرکت آپ کی ہے سخت یاری سے بعید

مجھکو بھٹکاتے ہو کیون تم عشق مین اے بے صنم
مت چلو وہ راہ جو ہے راہداری سے بعید

کرکے وعدہ وصل کا لی پھر نہین مطلق خبر
ہے سراسر یہ وفاداری تمھاری سے بعید

اب یہ کہتے ہو ملینگے حشر مین تجھسے دروغ
ایسی باتین تو ہین پیارے انتظاری سے بعید

لاکھ کہتا ہون اُس سے دل کا درد
اُسکو بالکل نہین ہے آتا درد

مین تو روتا ہون درد مین اپنے
قہقہہ ہے وہ مارتا بیدرد

دق تپِ ہجر سے ہوئی ایسی
ہوگیا چہرہ میرا سارا زرد

آپ نامہری سے صنم کے ہاے
ہوگیا اب تو دل ہمارا سرد

ایسے بیدرد سے خدا کی پناہ
ظالمون مین بھی ہے وہ نکلا فرد

منصفی آپ کی ذرا دیکھو
مجھپہ الزام ہے دھرا ناکرد

ہم تو کہتے ہین منھ پہ اُنکے دروغ
بیٹھ پیچھے کہے سو ہے نامرد

کھیل چوسر مین ہے وہ ایسا فرد
دے طمع بوسہ کی ہے مارتا نرد

اُسکی نیرنگ چال دیکھ مرا
رنگ رو کا تو ہے ہو جاتا زرد

اُسکے پوبارہ بات بات مین ہین
دیکھکر حال یہ ہے پانسہ سرد

یا خدا جُگ رقیب کا پھوٹے
ہووے منھ اُنکا بھی تو گرد اگرد

میری جان بازی دیکھکر کے دروغ
بولے کیا ہی جوان دیکھا مرد

ہر گھڑی آتی ہے کسی کی یاد
پہرون سمجھاتی ہے کسی کی یاد

رات دن ہے جو طفلِ دل روتا
اُس کو سمجھاتی ہے کسی کی یاد

پوچھتے ہین جو گاہے ماہے مجھے
مجھسے کہہ جاتی ہے کسی کی یاد

برسون اُس سنگدل کو یا اللہ
بھولنے آتی ہے کسی کی یاد

جسکو ہچکی جہان مین کہتے ہین
وہ مجھے لاتی ہے کسی کی یاد

پا کے غمگین مجھکو فرقت مین | غم مرا کھاتی ہے کسی کی یاد

وہ تو ہمدم درونغ ہے اپنی
دل سے کب جاتی ہے کسی کی یاد

ردیف ڈ

اُنکو رہتا ہے تو اپنی خودنمائی کا گھمنڈ
ہم کو رہتا ہے تو اُنکی پارسائی کا گھمنڈ

اُنکو رہتا ہے تو اپنی بیوفائی کا گھمنڈ
ہم کو رہتا ہے تو اپنی باوفائی کا گھمنڈ

کرتے ہم سے گو ہین وہ بے اعتنائی پر سدا
ہم کو رہتا ہے تو اُنکی آشنائی کا گھمنڈ

کی قدم بوسی ہے خاکِ آستانِ یار کی
اسلیے سر کو ہے اُسیر جبہہ سائی کا گھمنڈ

بیر کی ٹھوکر سے مردے زندہ ہو اٹھ بیٹھتے
ہے بجا گر وہ کرین اب تو خدائی کا گھمنڈ

سجدہ کرتا ہے برہمن شیخ بنتا بت پرست
کیون نہ ہو اُنکو تو پھر ساری خدائی کا گھمنڈ

جن و انس و حور و غلمان ہین فرشتے زیر حکم
پھر کرین وہ کیون نہین فرمان روائی کا گھمنڈ

ہو رہا مشتاق ہے سارا زمانہ دید کا
اس سبب سے کرتے ہین وہ رونمائی کا گھمنڈ

کوئی گھائل ہے تڑپتا ہے کوئی بسمل درونغ
لیک ہے اُس کج ادا کو خوش ادائی کا گھمنڈ

دل لیکے ہوا اُنکو ہے دلداری کا گھمنڈ
جان دیکے ہمکو بھی ہے جان نثاری کا گھمنڈ

ہو نازدار تم جو تو ہم نازبردار
سوچو تو ہے یہ کسپہ نازداری کا گھمنڈ

بروقتِ ضرورت تو ہمین کام آئینگے
تم غیر کی رکھو نہ مددگاری کا گھمنڈ

یہ سچ ہے کہ لاکھون طرحدار ہو تم پر
ہمکو بھی ہے اپنی تو وضعداری کا گھمنڈ

گر تم کو ہے غرور جفاکاری کا اپنی
سُن رکھیے مرا بھی تو بُردباری کا گھمنڈ

مشہور ہے وفا مین زمانے مین آپ گر
ظاہر ہے خلق میرا وفاداری کا گھمنڈ

دم بھرتے ہین اُس بُت کا تو شیخ اور برہمن
نکلا ہے خوب دونون کی دینداری کا گھمنڈ

یہ توڑتا وضو ہے وہ زنّار توڑتا
دین اسکا گیا اُسکی وضوداری کا گھمنڈ

اے بادشاہِ حُسن فدا ہو ترا دروغ
رکھتا ہے اپنے دل مین جہانداری کا گھمنڈ

ہے عبث تیرا تو دنیا مین مرے یار گھمنڈ
دل مین غرور ذرا کر نہین زنہار گھمنڈ

رتبہ و علم و ہنر حُسن کو کس کے ہے قرار
ہے اسیواسطے ان سب کا تو بیکار گھمنڈ

زور و زر مال و ثروت پہ ہی نازان کیا تو
یہ ہین سب مار وہے تو زہرمار گھمنڈ

اس سے غافل نہ کسی وقت رہا کر ورنہ
جان چھوڑیگا نہین تیری خبردار گھمنڈ

یاد رکھ قول یہ دل مین تو مری جان اپنے
کرتے نادان ہین نہین کرتے ہین ہشیار گھمنڈ

رکھ ذرا خوفِ خدا دے نہ کسی کو تو رنج
ہیچ ہے ظلم و ستم کی اے جفاکار گھمنڈ

اس سے نفرت تو سدا کرتے ہین ذی علم دروغ
جاہلون کا ہے مگر طعمۂ مردار گھمنڈ

عاقلون کو نہین درکار گھمنڈ
جاہلون کا ہے سدا کار گھمنڈ

رحم دل اسکو سمجھتے ہین عدو
ظالمون کا ہے دوستدار گھمنڈ

سادہ دل رہتا ہے اس سے لرزان
مفسدون کو ہے خوشگوار گھمنڈ

خیر اندیش تو رہتا ہے دور
ہین بداندیش روادار گھمنڈ

ہے دعاے دروغ شام و سحر
ہووے دنیا سے یہ مسمار گھمنڈ

کہہ موئے سے کہ وہ بٹھالے رانڈ
کھانے کو دے گی دودھ بھات اُسے
رات کو پھر بنائیگی حلوا
مجھ سے بُو لینگے تو مین اَلُ بلی
وہ ہی سہراوینگی تو اُسکے آنڈ
مُنھ بھی میٹھا کرے گی دیکے کھانڈ
ہین جو پھرتے بنے وہ موٹے سانڈ
دونگی اک سر مین بھاری اُنکے ڈانڈ

ہوگے کرتے دروغ یہ کیا تم
ہو غزل کہتے یا کہ بنتے بھانڈ

ردیف ذ

ہو کے مشتاق بنا ہے دلِ مضطر کاغذ
نامہ بر ہے وہی نامہ بھی تو خود دل اپنا
تھا جو مشتاق بہت دیدِ صنم کا مرا دل
یاد مین اُسکے جو دل تھا مرا بھولا خود کو
تھا جو مفتون وہ دل چالِ صنم پر میرا
اس تگاپو مین ملا جب نہ اُسے یار اپنا
خود بخود جاتا ہے اُس تک مرا اُڑکر کاغذ
اسلیے مین نے نہ بھیجا اُسے لکھکر کاغذ
باد صرصر سے گیا خود ہی تیز تر کاغذ
مارا مارا وہ پھرا شہر مین در در کاغذ
حسرتِ دید مین کھاتا تھا تو چکّر کاغذ
مارتا تھا در و دیوار سے ٹکّر کاغذ

سر زنش جستجو اُسکی مین رہی خوب دروغ
پر جنون نے نہ دیا آنے رلعیر کاغذ

ہے رقم وصفِ رخِ یار جو اندر کاغذ
ہے جو مندرج صفت اُسمین مرے گلرو کی
حال اُسمین جو لکھا ہے کسی شیرین لبکا
ماہ نو بھی تو فزون ہے یہ منوّر کاغذ
بنگیا رشکِ گلستان ہے سراسر کاغذ
ہوگیا قند سے میٹھا تو ہے بڑھکر کاغذ

زلفِ مشکین کا بھی احوال لکھا ہے اُسمین
مشک و عنبر سے فزون تر ہے معطّر کاغذ

بحرِ خوبیِّ صنم کا جو کیا ذکر مدام
دولتِ حُسن کا منبع ہے وہ مصدر کاغذ

ہے ثناخوان جو وہ اُسکی کرم و بخشش کا
رشکِ حاتم ہے زمانے مین مخیّر کاغذ



بیقراری کو نہ کرنا تھا رقم اپنی دروغ
ہاتھ مین اُنکے تو ٹھیرا بھی نہ دم بھر کاغذ



مژدہ باد اکہ ہے پہنا جو جگا یا تعویذ
تو مرے مُنہ سے لگا اُسکے گلے کا تعویذ

گوری رنگت پہ نظر بد سے بچانیکے لیے
چشمِ بد دور اُنھین دیتا ہے زیبا تعویذ

سبز پوشاک کے اوپر تو غضب ہے یہ پھبن
تو نے جو سیم بدن پہنا سُنہلا تعویذ

اُنکے جوبن کے بَنَن اور ٹھُلَن کے اوپر
دل کو عاشق کے تو دیکھو ہے لُبھاتا تعویذ

ڈھونڈھا ہر چند مگر دل کو نہ پایا مین نے
اُسکو دلدار نے میرے تھا بنایا تعویذ

اُس پہ پریرو نے پہن کر کیا جادو مجھ پر
رات دن آنکھ مین اُسکا ہے سما یا تعویذ



خوب ترسایا دروغ اُسنے مجھے برسون تک
منّتون سے تو مگر رات دکھایا تعویذ



یار نے ایسا چھُپایا تعویذ
رات بھر ہم نے نہ پایا تعویذ

اُن کو ایسا ہے خوش آیا تعویذ
دل مرا لیکے بَنَا یا تعویذ

ہم نے چاہا کہ ذرا دیکھین پر
اُس پری نے نہ دکھایا تعویذ

جستجو مین ہوا مین گُم اُسکے
تب بھی اُسنے نہ بتایا تعویذ

اُس پری کو تو اثر کچھ نہ ہوا
تھا مرا اگرچہ جگا یا تعویذ

اُلٹا الزام یہ رکھا مجھ پر
کہ مرا تمنے چرایا تعویذ

میں نے انکار کیا تو یہ کہا | نہ چورایا یہ گُسا یا تعویذ
بات یہ سُن کے دعا کی میں نے | جاوے بِل اُسکا خدایا تعویذ

دق مجھے یار کو کرنا تھا درو غ
نیچے تکیے کے دبایا تعویذ

اُس یوسفِ ثانی کے ہیں لب جسقدر لذیذ | پائے نہ اُسقدر کبھی قند و شکر لذیذ
مصری گھلا کی مُنھ میں تو میرے تمام عمر | بوسہ دیا صنم نے مجھے ایک گر لذیذ
میں تو یوں نہ شوق سے اُلفت کا جام کیوں | دیتا ہے یار ہاتھ سے اپنے جو بھر لذیذ
لعابِ دہن مجھے دے جو وہ دلبر عرب | روحِ شریف میری بنے سر بسر لذیذ

پھینکی جو کر کے اُسنے تھی مسواک حلق میں
پیدا ہوا درو غ تو ہے نیشکر لذیذ

ردیف ر

تھرّاتا ہے خورشید رخِ یار دیکھکر | بل کھاتے ہیں زلفوں کو سیہ مار دیکھکر
حیرت قمر کو ہے رخِ دلدار دیکھکر | گیسو میں اُلجھتی ہی شبِ تار دیکھکر
وقتِ سحر سخن میں جو دانت اُنکے کھل پڑے | تو بند ہوئے فلک پہ اخترِ سیّار دیکھکر
گردش ہوئی فلک کو جو وہ سیر کو چلے | دل پس گئے عالم کے وہ رفتار دیکھکر

مٹا جو تھا درو غ رقیبوں کو تو اُنکیں
تلوار چلی اُسکی ابروِ خمدار دیکھکر

شور است آید ہر سو دلا بہار | جامِ شراب ناب مرا ساقیا بیار

نزدیک من بیا و رخ روشن بنما
تاریکی شب ہجر رود تا د فاشعار

کردم تلاش یار ولیکن نیافتم
آید بدر و سر بگر فتد چو با قرار

گفتم ہزار بار ولیکن نشنوی
آن شوخ سنگ دل اولا آشنا مدار

گر آن بت کافر کند شاد زوصلش
جان را کنم به مرتضیٰ مشکل کشا نثار

بیدار شود بخت و شوم از خودی بیہوش
گر یار با صفا بنماید مرا رخسار

در ہجر صنم رنج خورد تا بکے دروغ
این ست دعا زوو خدا اید عا برآر

دعا کی ہی ہمنے اس سے برسوں لگا کی دل آنکھ اٹھا اٹھا کر
ٹیے ہین تو سہی تب اسنے نزدیک ہم کو اپنے بٹھا بٹھا کر

ہنسا جو تھا وصل مین ہین دم بھر تو عمر بھر بھر رہا یہ عالم
کہ ہجر مین چشم تر نے میرے بھر اسمندر رلا رلا کر

کسی کو دیتی ہین بل کسی کو توڑتی ہینگی تمھاری زلفین
ہین بالی ناگن غضب کیا ہی تو سر پر انکو چڑھا چڑھا کر

اٹھایا مردونکو تو بحد سے مری مسیحا نے ایکدم مین
جو ایک ٹھوکر لگائی بت نے ہوی کھڑی سب خدا خدا کر

ابھی تلک تو کیا تھا کرتا و باتین مجھسے تو بھولی بھولی
یہ چار دن مین بنایا استاد غیر نے ہی پڑھا پڑھا کر

گذر جو غیر و نکا اب ہوا ہی تو کر کے از بسکہ مجھسے نفرت
بگاڑتے ہین مری وہ صورت ہزارون باتین بنا بنا کر

جلا یا ہو گا کسی کو اسنے دکھا کے اپنے رخ مسیحا
کیا ہی بسمل دروغ کو تو مژہ کی تیرین چلا چلا کر

تنہا یہان سے تو اے میری جان سفر نکر
مجھکو نہ چھوڑ بے مری جانان سفر نکر

خدمت کرونگا راہ مین مین تیری ای صنم
میرے بغیر مین تری قربان سفر نکر

جائیگی جان نکل جو گیا مجھکو چھوڑ تو
واللہ بغیر میرے مہربان سفر نکر

صورت سفر کی ورسقر دونون کی ہی ایک
تو مان کہا بے سر و سامان سفر نکر

ڈوبونگا گر کے چاہ مین گر نے گیا نہ تو
رکھ یاد میرے یوسفِ کنعان سفر نکر

سُولی پہ دے چڑھا وے پیچھے تو چھوڑ کر
شیدائے قد کو سروِ خرامان سفر نہ کر

ٹک سُن غریب کی تو بھلا التجا درفیغ
بے میرے لیے او شہِ شاہان سفر نہ کر

درد فرقت سے ہے ناسور ہوا سینے پر
رنجشِ دل سے غبار آگیا آئینے پر

گال کا تل جسے سمجھا ہون سراسر ہے غلط
حلقہ زن مار ہے اُس حسن کے خزینے پر

صورتِ نقش بھرا آنکھ مین جلوہ ہے مرے
نام دلبر ہے کھدا دل ہی کے نگینے پر

چال سے یون ہی تو ہوتی ہے زمین پر بل چل
اے صنم دیکھو چڑھو جلد نہین زینے پر

شکوۂ ناز کرون یا کہ ادا کا اُن کے
ایک ہے بر سر پہ خارش ایک کینے پر

لاکھ سمجھاتا ہون پر ہجرِ صنم مین میرا
دل کسی طور سے آتا نہین قرینے پر

پوری منت کرو درفیغ کی رسول اللہ
نیاز دون رکھون علم تربتِ مدینے پر

شیدا ہے قمر ہون رخِ دلدار سمجھکر
جان قوس پہ دی ابروِ خمدار سمجھکر

گلشن مین آنکھ دیکھے کے اُس گلعذار کی
سکتے مین ہوا نرگسِ بیمار سمجھکر

پر بھی کے لاکھ وار سے بھی ہے یہ تیز تر
کھانا دلا تو وار مژۂ یار سمجھکر

مستی لبِ لعلین پہ دیکھ باغ مین سوسن
جل خاک ہوئی شعلہ دھواندھار سمجھکر

دیکھین جو جوہری کبھی دندانِ یار کو
جان بیچ خریدین درِ شہوار سمجھکر

دیدارِ حسنِ یار ملے ہمکو کیون کہ جب
چھپتے ہین مجھے طالبِ دیدار سمجھکر

اُس شوخ ستمگر سے نہ کر دوستی درفیغ
دے چھوڑ کسے تو بھی دلازار سمجھکر

ردیف ڑ

ڈال کے بل زلف نے دل کو مرے ڈالا مروڑ
کافرِ بیرحم نے خانۂ خدا کو ڈالا پھوڑ

اُڑ کے ڈستی ہین یہ ناگن چھوڑتی جیتا نہین
مار سبز و سرخ یا چاہے تو دیوے کالا چھوڑ

جسکو سمجھا ہے تو لٹکن ہے وہ قفلِ قصرِ حسن
بوسہ لینا ہے اگر پہلے تو وہ دل تالا توڑ

زلف اُسنے بام پر چھٹکائی تو بس دل مرا
ایک جھٹکے مین ہوا اسکو بارہ بالا کروڑ

آتشِ حسرت سے داغِ دل دروغا گل ہوا
وصل مین بھی سو رہا جب مُنھ کو وہ گل لالہ موڑ

آج سب دن سے بڑا ہے یہ سنائی ہُلّڑ
عشق کی فوج نے بیڈھب ہے مچائی گڑبڑ

نقدِ دل ہاے مرا لُوٹ لیا ہے اب تو
جان بچنا مجھے دیتا ہے دکھائی اڑبڑ

ہجر نے اُسکے کیا ایسا مجھے کاہیدہ
جسم سے کہ رگِ جان تک نکل آئی ٹڑسڑ

کھینچ کر تیغ کھڑا کون ہے بھلا او قاتل
ہمنے پھیر دی نسے تو گردن ہی جھکائی ٹپڑپہ

جوگ اُس طفلِ برہمن کا لیا ہے جبسے
دھونی کوچے مین تو اُسکے ہی رمائی اڑاڑ

وصل مین ہمنے کیا بوسہ طلب اُس سے جب
بولا شوخی سے یہ کیسی ہے لگائی بڑبڑ

اے دروغ آج ہوئی ہمکو شبِ وصل نصیب
وہ بھی دلدار نے میرے تو گنوائی لڑلڑ

مجھسے جبسے وہ گیا ہے بُتِ بے پیر بگڑ
جانا مین نے کہ گئی ہے مری تقدیر بگڑ

عقل ہوتی ہے سلب جانہین رہتی ہین حواس
بخت بگڑے جو تو سب جاتی ہے تدبیر بگڑ

ہین بنے آج وہ بے طرح خدا خیر کرے
ڈر ہے جاوے نہ کہین عاشقِ دلگیر بگڑ

دل تو جلتی ہوا اب جان بچائے اللہ
اُنکے دل مین جو کدورت مری جانب سے ہوئی
بن پڑے کیون نہ رقیبونکی سراسر اب تو

تیر مژگان ہوئین سیدھی گئی شمشیر بگڑ
حیف صد حیف خدا کی گئی تعمیر بگڑ
مجھسے وہ بُت جو گیا ہے بلا تقصیر بگڑ



ہووے کس طرح دروغ اُسکا نصیب ہمکو وصال
اندنون آہ کی ہے مرے گئی تاثیر بگڑ



مجھکو تنہا تو غمِ یار نہ چھوڑ
فرقتِ یار رشتۂ جان کو
گر بلا مین ہے پھنسایا تو اب
دردِ فرقت مین تو احسان ہو گا
تیز گامی نہ کرکے شوقِ وصال
جان فرقت مین تو لبون پہ ہے

مان کہنا مرا زنہار نہ چھوڑ
توڑا ایسا کہ لگا تار نہ چھوڑ
تو ہی اے زلفِ سیہ یار نہ چھوڑ
جو تو اے ابروِ خمدار نہ چھوڑ
مجھکو للہ پسِ دیوار نہ چھوڑ
حالتِ نزع ہے دلدار نہ چھوڑ

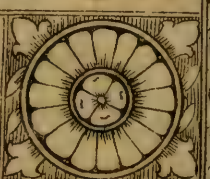


جامِ دیدار پہ دروغ رہے
گر تو اے دیدۂ میخوار نہ چھوڑ



یہ کیسی سینے مین دل آج کل اُکھاڑ پچھاڑ
جگر کے داغ جو اُبھرے ہین خارِ حسرت سے
لیا کنار مین جو بوسے وہ خفا ہو کر
جواب مین سنے دیا جانِ جان مری یہ ہے

محال جان ہے نہ کرے محل اُکھاڑ پچھاڑ
یہ بار بار ہین کرتے سنبھل اُکھاڑ پچھاڑ
لگائی کیسی ہے بیجا یہ چل اُکھاڑ پچھاڑ
معرکۂ وصل نہ جنگ و جدل اُکھاڑ پچھاڑ



دروغ سنکے وہ تیوری بدل کے اُسنے کہا
ترے ہین ہیچ نہ باتین گُٹھل اُکھاڑ پچھاڑ



ردیف ز

وہ آئے گر کبھی پری ذیشان ایک روز
ہو جائے گھر مرا بھی پرستان ایک روز

بر سو نہین بھی جو آ تو مری جان ایک روز
نکلے ہمارے جی کا بھی ارمان ایک روز

شاہد جہان اگرچہ ہے ہر ماہ کا لیکن
آیا نہ اس طرف مہِ تابان ایک روز

فرصت ہوئی نہ کھانیسے غم ایک دم ہمین
صد حیف نہ نکلا مہِ رمضان ایک روز

اشعار پر صفت رخ الانور کہا کیے
دل مین سمجھ کے یہ پڑھا قرآن ایک روز

دندان مستی مالیدہ کے اوصاف جب لکھے
تفسیر ہوئی نقطۂ فرقان ایک روز

خطِ جلی سے ہم نے صفت ابرون کی لکھ
لکھے بہت قرآن کے دیوان ایک روز

پنہان ہوا نظر سے مرے جب وہ خندہ رو
خندان ہوا نہ یہ دلِ نالان ایک روز

دنیا ہے جا ئے رنج و خوشی دونون کی دروغ
خندان ہے کوئی گہ کوئی گریان ایک روز

پیغامِ وصل آیا نہ آئی اجل ہنوز
کھاتا ہے پیچ زلف مین دل کیا ہی بل ہنوز

ہم حشر کے وعدے پہ رہے زندہ آج تک
جدل
صد حیف نہ آیا ہمین روزِ عدل ہنوز

جب مین نے کہا اس سے کہ مل آج کہا کل
کُل کُل یہی رہی نہ ہوا اسکا کل ہنوز

اس آج کل مین اسکی تو بیتی تمام عمر
زُلفِ سیہ کی سدا رہے نہ ملی ہم کو کل ہنوز

مہر خموشی عشق نے کس بے دہن کے دی
ایسی کہ جسکا عقدہ ہوا ہے نہ حل ہنوز

ہنس بول لے کبھی سے مری جان چندروز
آخر تو ہین دنیا کے یہ سامان چند روز

عیش و طرب و جاہ و حشم بے ثبات ہین
اِن پر نہ بھول اے دلِ نادان چندروز

ہے پُر ثمر یہ نخلِ جہان اے گُلِ خوبی
بھر ثمرۂ جاوید سے دامان چندروز

بربات ہے خزان و ہے نیکی بہارِ عمر
چل نیک روش ہے یہ گلستان چندروز

نغمہ سرا ہو یادِ الٰہی مین اے دروغ
دل کو بنا کے مرغِ خوش الحان چندروز

دشمنِ جان ہر شبِ وصل گجر کی آواز
جان نکل جاتی ہے سُن مرغِ سحر کی آواز

جا مسجد مین ڈھانے کو موذن کی صدا
گوش زد ہوتی ہے جیون ہمیشہ تبر کی آواز

بخدا عزوجل جان مری لینے کو
ملک الموت ہے اس پیر بشر کی آواز

غمِ فرقت سے چھڑانے کے لیے ہجر کی رات
کان مین اپنے نہ آئی محشر کی آواز

نالہ سنجی نے مرے موم کیا پتھر کو
سنگدل نے نہ سُنی پر یہ اثر کی آواز

اس زمانے مین تو ہے شور و فغان لاحاصل
زود اثر ہے شجرِ صبر کے بَر کی آواز

دلِ بیتاب نے برپا ہے کیا حشر دروغ
پر سُنی اُسنے نہ اِس خستہ جگر کی آواز

کب ہو شبِ فراق سے زلفِ بتان دراز
ہمدم نہ اُسکے طول سے کر داستان دراز

ہو باتِ زرین تو ہے نہین بیٹھ پر اُسکے
دراصل ہے وہ اژدرِ شعلہ فشان دراز

سمجھے ہے خلق تیرگی جسکو بروئے چرخ
ہے واقعی وہ دود مجھ آہِ زنان دراز

پیچھے ہٹے نہ تا کجا گھبرا کے پائے صبر
کرتے ہین دست جب ستم ایجادگان دراز

کے آمدی و پیر شدی در جہان ہنوز
ناصح چہ میشوی بہ نصائح زبان دراز

آموز زمن پند و بنہ این کلام
کان پر نہ پند ہست دلِ عاشقان دراز

کب تک سہون مین دردِ جدائی کو اے دروغ
لاؤن زبان پہ جو نہ شور و فغان دراز

ردیف س

درنمودار ہین کیا زلفِ سیہ یار کے پاس
یا کہ اخگر ہین جمع مارِ شرربار کے پاس

یا فشان نور ہین افشان گیسوئے یار کے پاس
یا کہ ہین اخترِ تابان شبِ تار کے پاس

گرمیِ حسن سے آیا جو عرق ابرو پر
سرد عشاق ہوے گھاٹ پہ تلوار کے پاس

سیکڑون خشک گلو جاتے ہین خواہش کرکے
واہ کیا آب ہے اُس ابروِ خمدار کے پاس

سرخیِ پان مسی مالیدہ لبون پر ہے نہین
ہے دلِ سوختہ اُس شعلہ دھواندھار کے پاس

اس تمنا مین کہ ملجائے وہ شیرین لب کاش
دلِ فرہاد رہا کرتا ہے کہسار کے پاس

آج مرقد پہ ہے آمد شمع رو کی میرے
دمبدم گل ہے کھلاتی شمعِ مزار کے پاس

کفر و اسلام مین نسبت کی شہادت کے لیے
خالِ ہندو ہے مگر مصحفِ رخسار کے پاس



خیر مین شر نہین شامل ہے تو پھر کیون اے دروغ
گل کو اللہ نے پیدا ہے کیا خار کے پاس



جا یا ہر وقت کیے بزم مین اغیار کے پاس
بھول سے آکے نہ بیٹھے وہ کبھی یار کے پاس

کیا عجب بیٹھے وہ گلشن مین جو اغیار کے پاس
گل سلف سے ہین رہا کرتے سدا خار کے پاس

خوابِ غفلت ہی خوب ہمکو ہوشیاری سے
ہین نہ پاتے جو انھین چشمِ انتظار کے پاس

تیرا احسان نہ بھولون مین تا بہ عمر صبا
خاک میری کو جو پہونچائے کوے یار کے پاس

خضر کا سا نہ ٹلون شوقِ دید مین تیرے
کوئی پہونچائے مجھے جو تری دیوار کے پاس

شوق مین دید کے تیرے رہون تا بعمر خضر

قد و گیسو کے تصوّر کا تماشا دیکھا
بارہا طوق بہ گردن گئے ہم دار کے پاس

ہم سدا شوقِ شہادت مین رہے تشنہ جگر
گو کہ سو بار گئے تیغ آبدار کے پاس

نوک جھونک ہمسے وُاس سے رہی اسطور کہ ہم
رہے سینہ سپر اُسکے مژۂ خار کے پاس

مین وہ بلبل ہون طلب جسکی گلون کو ہے دروغ
دیکھ صیّاد ذرا چل کے لے گلزار کے پاس

دل کو نہین مرے کبھی گلزار کی ہوس
پر رہتی ہے مدام کوے یار کی ہوس

ہو وینگے مشتری سبھی انسان زلیخا وار
یوسف کو مرے ہوگی جو بازار کی ہوس

دل شیفتہ ہون جبسے مین اُس قدّ و زلف کا
پھانسی کی ہے ہوس ہی یا دار کی ہوس

ہین خالی از علت نہین روزن یہ قبر مین
انسے برآیگی ترے دیدار کی ہوس

یہ ظلم دیکھنا کہ جو سو م کو سنگ دل
رکھتا ہے قبر کی مرے سنگسار کی ہوس

اسپر بھی در گذر نہین کرتا وہ ستم گر
کہتا ہے سب مجھے اسکی ہے مسمار کی ہوس

راضی دروغ اُسمین ہے جسمین تری رضا
بسم اللہ ہے اگر یہی دلدار کی ہوس

آئی بہار پر نہین اپنے بجا حواس
کرتی ہے منتشر مرے زلفِ دوتا حواس

گُل کی ہنسی پہ پھوٹکے روتی ہے زار زار
شبنم کرے ہزار طرح ایک جا حواس

سُنبل کو دیکھ باغ مین مجھکو ہوا خیال
زلفِ دوتا کا ایسا کہ میرا اُڑا حواس

دل سے متاعِ ہوش و خرد لیکے وہ صنم
دلدار بنا لیکے مرا دلربا حواس

جاگیر دی انعام مین صحرا اسے ہجر کی
مجنون بنا کے لے گیا لیلیٰ ادا حواس

کاہیدہ ہون مین ایسا کہ دیکھے جو جسم زار
کھو دیوے بالیقین تنِ کہربا حواس

شکوہ ہے اِسلیے مجھے اُس زلف کا دروغ
کھو دیتی ہے وہ وصل مین بھی بس مرا حواس

پری پیکر نے ہم کو رات وہ جلوہ دکھایا بس
سحر ہوتے ہی اُسنے اپنا دیوانہ بنایا بس

جمالِ یاران آنکھون مین ہے ایسا سمایا بس
نظر عالم مین پھر اُسکے سوا کوئی نہ آیا بس

مے توحید کا پیکر پیالہ دستو ہم نے
جسے دیکھا وہ ہے اپنا نہین کوئی پرایا بس

کہین گو لوگ سب باطنز اُسکو ہے کہ ہرجائی
ولیکن ہے یہ وہ توصیف جس سے ہمنے پایا بس

اُسی بت کا تو جلوہ دیکھتے ہین سنگ و گوہر مین
کہے پتھر جو اُس سے تو سمجھ لیجو خدا پایا بس

خطِ رخسارِ جانان دیکھکر گلزار مین سبزے
نے ہو کر منفعل و اللہ وکھو زہر کھایا بس

برسنا ابرِ نیسان کا جو کہتے ہین غلط ہے وہ
مرے گریہ نے اُسکو ہر برس ہی ہر رلایا بس

چمک بجلی جسے سمجھا کی دنیا رات بھر وہ تو
حقیقت مین تھا ہمنے وصل مین اُسکو ہنسایا بس

دروغ آکر کے اُس خورشید رو نے گھر مری اِمشب
مرے خوابیدہ بختون کو جگایا بس جگایا بس

ردیف ش

ہے اندنون تو بس ہمین اُس یار کی تلاش
کس واسطے نہ دل کو ہو دلدار کی تلاش

یہ سوختہ جگر تو کیا کرتا ہے مدام
اُس نخلِ سایہ دار و پھل دار کی تلاش

کیون آ نہین رہتے دلِ ناسودار مین
ہے اُنکو اگر خانۂ ہوادار کی تلاش

اِک دم جو آ رہین وہ دلِ داغدار مین
ہے یہ یقین پھر کرین گلزار کی تلاش

آفت شبِ محشر کو نہ ہوتی نصیب گر
کرتی نہ وہ اُس زلفِ گرہ دار کی تلاش

دیوانہ بنا رکھا پریرونے ہے مجھے
غمخوارونکو میری ہے اُس ہوشیار کی تلاش

سودائے مہ جبین مین کیا کرتا ہون مدام
سر توڑنے کے واسطے دیوار کی تلاش

سونے سے لادینگے شبِ وصل مین تجھے
اے سیم بر نہ کر کسی زردار کی تلاش

کچھ دال مین کالا نہین گر ہے تو کیون دروغ
کرتے ہین سب سے تجھ وہ گنہگار کی تلاش

ہے بھرا دل مین مئے وحدت کا جوش
اُٹھ رہا ہے اندرون الفت کا جوش

ہے نظر الطاف کی مجھ پر جو آج
باعث ہے اسکا تو اُس رحمت کا جوش

غیر کے جو نام سے چڑھنے لگے
آیا شاید اُن کو اب غیرت کا جوش

ہم نے پوچھا کیون ہوا ہم سے حجاب
ہنس کے بولا یہ ہوا عفت کا جوش

کیا گنہ مین نے کیا جو توبہ کرون
پوچھے ہے مجھسے مری عصمت کا جوش

اشرف المخلوق تب سے ہم ہوے
جب ہوا دل مین تری عظمت کا جوش

کفر سے لایا دروغ اسلام مین
اُس حبیب اللہ کی نبوت کا جوش

مست ہوکے پی مے محبت ہے نہ ٹھکانے اپنا ہوش
ہوش مین ساقی خود ہی نہین ہو کیسے ٹھکانے اپنا ہوش

مست ہے ساغر مست ہے شیشہ مست میکشان بھی ہین سب
صدقے ہو نہین لایا مجھے جو اس میخانے اپنا ہوش

بوئے محبت لائی صبا گلشن سے ذرا تو دماغ مرا
ہوکے معطر دم بردم ہی لگا مستانے اپنا ہوش

بے ہوشی کے خواب مین ساقی مستانہ جب نظر پڑا
دہن کشادہ کر کے مانگے ہے پیمانے اپنا ہوش

طوفِ حرم کی شوق مین یارو اُس بتِ یکتا کا جلوہ
کعبۂ دل میرے کی اندر لگا دکھانے اپنا ہوش

ڈھونڈھ کے مندر اور مسجد مین پایا نہ اس دلدار کا کھوج
خانۂ دل کے اندر ہمکو لگا بتانے اپنا ہوش




مست خرامِ ناز ہوا وہ نورِ تجلی جبکہ دروغ
آبِ دید سے آتشِ حسرت لگا بجھانے اپنا ہوش

نہین تھی گر مرے چشمِ پُر آب مین آتش
کہان سے آئی تو جامِ شراب مین آتش

آتشین رخ سے عرق ٹپکا جو اُس گلرو کے
لگ گئی سارے چمن کے گلاب مین آتش

شعلۂ برق فلک پر ہے نہین یہ میرے
آہ سوزان سے لگی ہے سحاب مین آتش

گرمیِ عشق سے دل ہوگیا اپنا آب آب
ہے نکلتی مرے منھ سے لعاب مین آتش




تشنۂ سینہ جب اُس زہرہ جبین کا دیکھا
رشک سے پیدا دروغ ہے شہاب مین آتش

جو رنگ کیا ابروِ شمشیر کو شاباش
دل چھلنی ہوا اُس مژۂ تیر کو شاباش

زخمون پہ سہے زخم و لے اُف نہ کبھی کی
سِسکا بھی نہین اس دلِ دلگیر کو شاباش

گیسو مین پھنسا دل جو تو آوارگی گئی
اے یار تری زلفِ گرہ گیر کو شاباش

گریہ سے مرے درد کے بھی دل مین ہوا درد
پر کچھ ہوا معلوم نہ بے پیر کو شاباش

مین کیون نہ کہون تیری زبان کو کہ ہے مقراض
غم بات مین کاٹے تری تقریر کو شاباش

تھے تم جو بڑے مانی و بہزاد مصوّر
تو کھینچتے اُس شوخ کی تصویر کو شاباش

رُخ تیرا جو قرآن ہے تو محراب ہے ابرو
ساجد ہے دو عالم تری تعمیر کو شاباش

کہتا ہے جنونی کوئی سودائی ہے کہتا
اے عشقِ صنم بس تری توقیر کو شاباش




آتا جو لحد پر وہ مرے آج ہے دروغ
شاباش کہون اب بھی نہ تقدیر کو شاباش

ردیف - ص

تھے ہم بھی کبھی خلد مین گرد بیان خواص — افعال سے بنے ستم ایجادگان خواص

ملتے تو بظاہر ہین سبھی دوستان خواص — ہم شکل یہی ہین تو وولے دشمنان خواص

بچنا ہزار طور سے اے دل سمجھ کہ ہین — غمزہ کرشمہ ناز و ادا رہزنان خواص

مت رکھ عزیز ان کو کہا مان لے مرا — ق — دلبری کو تو ہین یہ سبھی سارقان خواص

سودا لے زلف یار دلا بھول مت خرید — زنجیر جنون ہے یہ وہ جادوگران خواص

آئینے پر پڑا جو رخ دلربا کا عکس — تا عمر بس رہا وہ تو متحیران خواص

یکبار دانت وصل مین آنکھو نکو تھے دکھے — صد سال ہجر مین وہ ہین دُرفشان خواص

اُس شب کو تھے دکھے لب لعلین بھی اُنھین — ق — ہین آج تک اسی لیے وہ خون روان خواص

خوش باش دروغ اب کہ آئے ہین دن بھلے
تا مہربان ہوا ہے جواب مہربان خواص

مژگان مین صنم تیرے تو ہین تیر کے خواص — اور ابروون نے سیکھے ہین شمشیر کے خواص

اوصاف سُنکے تیرے مژہ و ابروون کے یار — دل نے بھی مرے سیکھے ہین نخچیر کے خواص

اے بادشاہ حُسن دکھا اک نظر مجھے — رخسار آفتاب جہانگیر کے خواص

کرتا ہون التجا کہ سیہ بختی کو مرے — دکھلا دے زلف یار تو زنجیر کے خواص

صورت تو تیری دیکھی نہ آئینے نے کبھی — حیران ہے دیکھ کر تری تصویر کے خواص

کہتا ہے عالم ایک کہ تقدیر کے ہین کھیل — پر اپنی سمجھ مین تو ہین تدبیر کے خواص

یاد صنم مین رہتا ہے ہر وقت خوش دروغ
اسمین ہے یا تو وصل کی تاثیر کے خواص

اس طرف ہے ابرو قاتل کا رقص — اِسطرف ہے عاشق بسمل کا رقص

ہے یہان بھی وجد مین جوشِ جنون / ہو رہا ہے جو وہان کاکل کا رقص

تھا شبستان مین مرے خورشید رو / دیکھتا شب بھر مہِ کامل کا رقص

بے نقاب آیا ہے وہ گلزار مین / آج دکھلائے گُل و بلبل کا رقص

اُسنے کھولی باغ مین اپنی جو زلف / دیکھا عاشق نے وہان سنبل کا رقص

جب ہوا وہ سروِ قد گرمِ خرام / ہر قدم پر تھا وہان صلصل کا رقص



تھا جو کشتہ مین دروغ اُس چال کا / روزِ محشر مین تھا مرے گُل کا رقص



دیکھتا ہے وہ صنم بر بام رقص / کر رہے یان پر ہین خاص و عام رقص

اُس بتِ چین کا تو شوقِ رقص دیکھ / ہو رہا ہے روم سے تا شام رقص

بادۂ گلگون کا چلنے دو دورے / تو دکھائے ساقیِ گلفام رقص

تھا بنا ساغر جو میری خاک کا / دسترس ہو کر تھا کرتا جام رقص

جو ہلی زلف اُسکی تو وقتِ شکار / صید کرتا رقص ہے اور دام رقص

ہے جو رقصان دل مرا سینے مین آج / تو دکھائے گا وہ دلآرام رقص



وصل کا وعدہ کیا اُسنے دروغ / کرتے ہین اب ہمسے خوش ایام رقص



اِک ہمین تو ہین نہین بیمارِ حرص / ساری دنیا کو تو ہے آزارِ حرص

ساکنانِ چرخ بھی ہین مشتری / واہ کیا یان گرم ہے بازارِ حرص

رہتا قائم یہ جہان کیونکر ہنوز / ہوتے اب تک گر نہ دنیا دارِ حرص

شہوت و غصہ محبت و غرور / ہین مطیع چارون وہی سردارِ حرص

جو غلام بخلق ہین اے دروغ
دیتے ہین کردم مین وہ فی النار حرض

ردیف ض

صفت دل نا قدر کو دون واہ مجھکو کیا غرض
سودۂ زلف صنم لون واہ مجھکو کیا غرض

قامت دلدار کی خواہش قیامت ہو کرون
روز محشر یان دکھاؤن واہ مجھکو کیا غرض

اُس شمع رو سے لگاؤن لو یہ کیا اندھیر ہے
بے سبب جو دل جلاؤن واہ مجھکو کیا غرض

آرزوے دید مین اُس مہ جبین کے رات دن
سنگ غم سے سر کو توڑون واہ مجھکو کیا غرض

کیون لڑا کر آنکھ مین اُس جنگجو سے ناتوان
بیٹھے بٹھائے جو جھگڑون واہ مجھکو کیا غرض

ایک دن مین چشم سیگون سے ملا کر آنکھ کو
عمر بھر کو خون روؤن واہ مجھکو کیا غرض

دانہ تل نزدیک کاکل پر فدا ہو کس لیے
مرغ دل اپنا پھنساؤن واہ مجھکو کیا غرض

جسنے مضمون کمر باندھا بنائی اُسنے بات
عقدۂ لاحل یہ کھولون واہ مجھکو کیا غرض

التجا تو بولنے کی مجھسے کرتا ہے دروغ
بے مروت سے مین بولون واہ مجھکو کیا غرض

دیکھا سنبل کو کیا زلف پریشان کی عوض
بوسۂ گل لے لیا رخسار جانان کی عوض

خواہش سیر چمن ہم کو ہوئی حسرت سے تو
سینۂ پر داغ کو دیکھا گلستان کی عوض

ضعف سے آیا جو غش ہمکو تو ہم نے لخلخہ
عطر بوے زخم دل پایا بوستان کی عوض

جوش شوق وصل مین اُس نونہال دہر کے
سرو کو لپٹا لیا قد خرامان کی عوض

دل مین تھا میرے گڑا تیر مژہ جو یار کا
خار سے الفت رہی مجھکو تو مژگان کی عوض

بعد مردن طالع روشن ہے میری قبر پہ
تھا ہجوم شمع ویان تو چراغان کی عوض

کون کہتا ہے کہ رہتا شہر مین ہے تو دروغ
گھر تو تیرا دشت فرقت ہی بیابان کی عوض

جسکو کہتے لوگ ہین ہے رحمت باران کا فیض
وہ سراسر ہے مرے چشم دل گریان کا فیض

جلوہ جو عالم مین دکھتا ہے ہماری آنکھ مین
دل سمجھ لینا کہ ہے سارا رخ جانان کا فیض

ہے الجھتا کیون بھلا تو زلف سے اُسکی دلا
دیکھیگا اے دشمن جان کیا شب ہجران کا فیض

کیون نہ ہوا اپنے سخن سے موتیون کا مول کم
اُنمین تو ہے سربسر اُس دُر دندان کا فیض

وصف ہے لکھا قلم نے اُس لب لعلین کا
بھر دیا دیوان مین ہے لعل اور مرجان کا فیض

نقطۂ الفاظ اپنے اختر تابان سے ہے
کلک مین میری بھرا ہو ہی اسی افشان کا فیض

شعر سننے کو ترے اُٹھتے ہین مُردے قبر سے
رشک عیسیٰ ہے دروغا بھی ترے دیوان کا فیض

بے سبب کھتا ہے کیون مجھسے تو میرے یار بغض
مین تو خادم ہون نہ رکھ مجھسے کر زنہار بغض

زلف کج ابرو ہین کج خط جبین ہین تیرے کج
اُنسے ظاہر صاف ہین تیری چشم آثار بغض

بات مین سیدھی ہون کہتا اینٹھتا ہی تو ولے
تا بکے رکھیگا مجھسے دل مین کج رفتار بغض

ہجر کا غم دے ہمین اُسنے نکالا خوب بغض
وصل مین تو بھی نکال اے طالع بیدار بغض

گال پھولے رہتے تھے ہردم دروغ اُنسے یہ پوچھ
بوسے لیکے مین نکالون تم سے کیون رخسار بغض

شوق سے سنتے ہین ہر روز وہ رقیبون کی عرض
ایک دن بھی نہ سنی ہاے اس غریب کی عرض

ہاتھ باندھے تو کھڑے رہتے ہین ہم آٹھ پہر
اس تمنا مین کہ سن لین وہ اس ادیب کی عرض

کفش پا شوخی سے دکھلا کے یہ کہتا ہے شوخ — ق — میری پیزار سنے تجھسے بے نصیب کی عرض

دیکھ کے تب مین نے کہا اُس سے کہ اے جانِ جہان — کیا خطا ہی کہ ہے سُنتا نہین حبیب کی عرض

ہنسکے بولا کہ کھلا تُو سے نہ اتنے تو دروغ

مجھکو معلوم ہے جو کچھ ہے تجھ معیب کی عرض

ردیف۔ ط

روز ہین ہم بھیجتے اُنکو تو سو سو بار خط — وہ نہین لکھتے ہمین سو برس مین یکبار خط

پارۂ دل پر لکھا ہے خط سوادِ چشم سے — تاکہ ہو محفوظ دل پا کر مرا دیدار خط

دیکھ خط میرا تو چھا تا رخ یہ ہے اُنکے غبار — صاف کہتے ہین ترا لگتا ہے مجھکو خار خط

شوق سے نامہ بری بلبل تو کرتی ہے مری — ہمنے اپنے ہاتھ سے لکھا جو ہے گلزار خط

سایہ کرتی بلبلین ہین سر پہ قاصد کے مرے — باعث اسکا ہی کہ اُسکے پاس ہے گلزار خط

کی ہی دل شکنی جواب نامہ مین اُس شوخ نے — لنگ پا قاصد ہوا لانا ہوا دشوار خط

حال جو بیتابیِ دل کا لکھا ہے اس دفعہ — باندھ کے گھوڑے پہ جاتا ہے مرا اسوار خط

دیکھ اُنکی مجلسِ عیش و طرب کی دھوم دھام — دردِ دل کہتا تھا میرا بنکے موسیقار خط

نالہ سازی خوب کی دل سوز تُنے اے دروغ

لو ہنسو اب تو کہ آیا وصل کا ناچار خط

رخسارِ یار پر جو ہوا آشکار خط — گلزارِ حُسن کی ہے دکھاتا بہار خط

مسّی کی ہے دھڑی لبِ گلفامِ یار پر — سوسن کو ہے دکھاتا دیا لالہ زار خط

غیرو نسے شوقِ خط و کتابت شروع نکر — آئیگا ورنہ جلد نکل نو بہار خط

جامہ کتان سبز کا پہنے جو ماہرو | اک آن مین دکھائے ہمین مرغزار خط
مشاطہ نے جو اُسکی بھری موتیون کی مانگ | ظلمات مین بنایا ہے کیا زرنگار خط
تیغِ نگہ سے وار کرے گروہ جنگ جو | کھائے ہزار جسم پہ اسفندیار خط



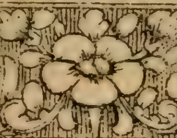
کھولے وہ تارِ زلف اگر ایک بھی دروغ
تو جسم راتِ حشر بنے تار تار خط



لکھے ہے لیلی کو مجنون اُجاڑ مین سے خط | و کوہکن سو شیرین پہاڑ مین سے خط
چلائی تیرِ نگہ گو صنم نے در پردہ | وصلے نمود ہے دل کی دراڑ مین سے خط
گلی مین کھیلے ہے وہ طفل ساتھ لڑکون کے | بچیگا حیف نہ اس بھیڑ بھاڑ مین سے خط
تنور دل ہون جو اُس شعلہ رو کے سوز مین مین | بچاؤن کیسے تو قاصد مین بھاڑ مین سے خط
غرض جو ہے کہ نہ دل پڑھکے ہو مراغزبال | تو لکھو سایہ مژگان کی آڑ مین سے خط
اُس آہو چشم نے لکھا جواب غصے مین | پلنگ ہو نکلا پلنگ کی نواڑ مین سے خط



بگاڑ اُنکا رقیبون سے جو ہوا ہے دروغ
بنالے چاندی تو لکھ اس بگاڑ مین سے خط



کر یاد دل تو یار کی تا ہووے غم غلط | سچ مان لے یہ گل تو ہین جاہ و حشم غلط
شیرین لبون کے عشق نے کی تلخ زندگی | فرقت مین رشکِ عیسی کے ہوتا ہے دم غلط
باغ ارم مین گرچہ گئے ہم وصلے وہان | دل سے ہوئی تو یاد نہ کوئے صنم غلط
بلبل ہزار نغمہ سرائی مین طاق ہے | نالے پہ میرے دیتی ہے پرتال وہم غلط
گر خواب مین بھی دیکھ لون اُس خندہ رو کو مین | ہووے دلِ رنجیدہ کا رنج و الم غلط
بسمل نہ چھوڑ نیم ہمین کرکے قتل تو | دعوائے خون بہا کرین تجھسے تو ہم غلط

ثابت ہے انقلابِ زمانہ سے یہ دروغ
نکلا کرم غلط ہے جو ہوگا ستم غلط

پھنس جائیگا نہ کر دلا گیسو سے ارتباط
سٹ جائیگا نہ کر کمر مو سے ارتباط

کٹے گا خود گلا تو نہین مانتا اگر
زنہار تو نہ کر خمِ ابرو سے ارتباط

اے خام عقل مانا نہ افسوس کیون کیا
سودائی ہوا کرکے پری رو سے ارتباط

کرانی پختگی کہ بھلا کچھ تو بیچ ہے
کافر بنا تو کر تلِ ہندو سے ارتباط

بیٹھے بٹھاے گردشِ قسمت کے پھیر سے
گمرہ ہوا کر دیدۂ جادو سے ارتباط

دفتر مین بدوضعون کے ہو کیون نہ نام درج
عادت بگاڑی کرکے ہے بدخو سے ارتباط

ہوگا نصیب وادیِ وحشت دروغ دیکھ
کرتا جو تو ہے دیدۂ آہو سے ارتباط

ردیف ظ

جان دیوے جو بتون پہ بھلا کیا وہ پاے حظ
تجھ سے دل لگا کے کوئی کیا اٹھاے حظ

شیرین سخن کے وصل کی بٹھیری کبھی نبات
وہ تلخ کام ہون کہ قضا ہی دکھاے حظ

دیوے جو ایک لب سے وہ شیرین دہن مجھے
فرہاد کی بھی روح مین جاکر سماے حظ

چکھے مزا جو غیرتِ لیلے کے عشق کا
مجنون سا عمر بھر وہ کہے ہاے ہاے حظ

شمشاد قد مرا وہ اگر ہو خرام ناز
قمری سا منھ سے حشر کے نکلے صداے حظ

کوے صنم مین جو گیا وہ ہاتھ سے گیا
آیا نہ آپ مین جو تو وہ کیا بتاے حظ

بھر دیوے مے وصال سے جامِ دروغ کو
ایسا کہ ساقیا نہ کبھی پھر وہ جاے حظ

لبِ شیرین کا بوسہ لیکے دل ہوا محظوظ
ہماری چاہ کا شہرہ ہوا ہے غیرون مین
حلاوتِ عشق سے شیرین دہن کے پر تھا تن
گذر تیرا ہوا کیا کوی اُس گل سے ہے جو
ہمارے دل سے کرتے بیعت ہین حضرتِ موسیٰ
بوسۂ لب پہ ہزارون ہین جامِ جم صدقے

پلا جامِ محبت جان کو کر دیا محظوظ
مری صحبت مین جو ہردم وہ ہے رہتا محظوظ
پس از مردن ہوا کھا اُستخوان تھا محظوظ
دعا دیتی ہین ہوسب بلبلین صبا محظوظ
دکھا جلوہ ہمین اُس بت نے جو کیا محظوظ
ہے سلیمانؑ ترے کوچے کا تو گدا محظوظ




واہ کیا رخ ہین ہاتھ اُس پری کے دیکھ دروغ
دیکھکر جنکو چمن مین تو ہے حنا محظوظ

پھنسا ہے دل زلفِ مشکبو مین خدا ہی حافظ خدا ہی حافظ
مین کھو گیا اُس کی جستجو مین خدا ہی حافظ خدا ہی حافظ
عدم سے ہستی مین آکے ڈھونڈھا کہ پائین یان کاش دلربا کو
نہ پایا اتنی بھی تگ و دو مین خدا ہی حافظ خدا ہی حافظ
خبر یہ پاتے ہین ہمدمون سے کہ لوٹے ہی پھر عدم کو جاؤ
تمام ہوئی عمر تگ و پو مین خدا ہی حافظ خدا ہی حافظ
خیال آیا ہمین جو اِک دن شمع سے روکا دمِ تکلّم
زبان لگی جلنے گفتگو مین خدا ہی حافظ خدا ہی حافظ
دمِ نزع دھیان چشم میگون مین خون روئے ہین ہم یہان تک
کہ بہہ چلا لاشہ بس لہو مین خدا ہی حافظ خدا ہی حافظ
چھدا کلیجا ہے تیرِ مژگان سے اپنا ایسا کہ دکھ پڑتا

نہ فائدہ کچھ تو ہے رفو مین خدا ہی حافظ خدا ہی حافظ
دروغ بجپا چلا ہے گھر سے وہ فتنہ انگیز باڑھ دھر کے
نگہ کی تیغ اُسکی ہے دور و بین خدا ہی حافظ خدا ہی حافظ

دل تجھکو دیا ہم نے جلّاد خدا حافظ
رکھ باقی نہ کوئی بھی بیداد خدا حافظ

مجنون کو ترے رو کے زنجیر حوادث گر
وہ شل صدا نکلے کر یاد خدا حافظ

فرقت مین تری جانان نکلی جو آہِ سوزان
عالم کی زبان پر ہے فریاد خدا حافظ

نالہ جو کیا مین نے اُس گُل کی جدائی مین
تھا در د سے چلّاتا صیاد خدا حافظ

تصویر اگر کھینچے میرے دلِ سوزان کی
مانی سے لگے کہنے بہزاد خدا حافظ

کُہسار کو جاوے گر شیدا ترا شیرین لب
حسرت سے کہے ہر دم فرہاد خدا حافظ

دکھلاوے گر تو قامت گلشن مین ہو قیامت
بولین دروغ قمری و شمشاد خدا حافظ

آسمان جُھکتا ہے کرا بروے پُر خم کا لحاظ
ابر کرتا ہے ہمارے چشمِ پُر نم کا لحاظ

نالۂ دلسوز پر میرے مرا دم ساز تو
بزم عشرت مین کیا کرتا ہے سر گم کا لحاظ

عشق کی شاہی ملی ہمکو تو بعد از مرگ بھی
کاسۂ سر پر مرے ہے ساغرِ جم کا لحاظ

دل دہی مین جو دمیری دیکھکر اے دوستو
گر گیا نظروں سے دنیا کے تو حاتم کا لحاظ

جان نثاران عشق اُس بت مین راہ مین پیش گام
اس زمین مین گر گیا سہراب و رستم کا لحاظ

جاہ انسان مین فرشتوں نے ہی کیا جھا کی کو نین
ہے خدا کو بھی ابھی اولادِ آدم کا لحاظ

وصل مین اُس گُل کے جب نغمہ کیا مین نے دروغ
بُلبُلِ شیراز کو آیا مرے دم کا لحاظ

ردیف ع

عشق رشکِ شعلہ رو مین ہنگئی پروانہ شمع
کیون نہین پھر تو جلادے اپنا کاشانہ شمع

چشمِ میگون کے تصور مین ہوئی مستانہ شمع
یادِ دندان مین بنی سرتا بپا دُردانہ شمع

اپنے پروانون کے خاطر جان دیتی خود بھی ہے
ہے تو زن پر سرد ہی مین ہو گئی مردانہ شمع

سوزِ فرقت مین نے اُس سے تھا کیا اِک دن بیان
عمر بھر جلتی رہی سُنکر مرا افسانہ شمع

بزم مین دیکھا شُعرو کو مرے غیرت مین آ
شکل اب تک ہو بنائی اپنی تو گریانہ شمع

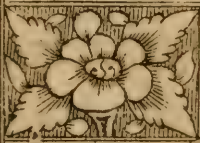
یوسفِ ثانی کا میرے گرم ہے بازارِ حسن
سر کو اپنے کاٹ کر دیدیتی ہے بیعانہ شمع

ہر کس و ناکس کی مجلس مین تو جاتی ہے مدام
سامنے مُنھ کو شُعرو کے مرے تو لا نہ شمع

طرۂ مشکین صنم پر جل ہوا دل اُسکا دود
داغِ حسرت کا ہی کھایا کرتی آب و دانہ شمع



ساعدِ سیمین پریرو خواب مین دیکھے دروغ
رنگتِ و ہو فوق ترا ہمشکلِ دیوانہ شمع



ہے خلق تو زن و لے ہے دل کی مردانہ شمع
اسلیے جاتی ہے گھر گھر بے حجابانہ شمع

باعثِ دردِ جدائی اُس تجلی نور کے
سوزِ دل سے ہی سُناتی کیا ہی ترانہ شمع

وصل مین بُرقع اُٹھا دیوے اگر وہ مستِ ناز
آبِ غیرت سے رہے پُر چشمِ پیمانہ شمع

بے نقاب آتا ہے وہ نورِ تجلی پاس جب
دور کر دیتے ہین بس ہم مثلِ بیگانہ شمع

عشقِ زلفِ یار سے کر در گذر ورنہ تو سُن
ہوگی سودائی و دیکھے گی تو ویرانہ شمع

آتے ہی محفل مین اُس رشکِ شمع رو کے مرے
اُڑ گئی کافور ہو کر مثلِ پروانہ شمع

گر نہ ہوتا عشق اُس رفتار کا اُسکو دروغ
در بدر پھرتی نہ ماری یون گدایانہ شمع

آتشِ رشکِ رخِ یار سے سوزان ہے شمع
طرۂ مشکین سے بنی دود کی لب کان ہے شمع

جادوے چشمِ پریرو سے تو گریان ہے شمع
بدحواس ہو کے سراپا تنِ عریان ہے شمع

بزمِ عالم مین جو آیا ہے مرا نورِ جہان
رعب سے حُسن کے اُس شوخ کے لرزان ہے شمع

ساقِ روشن کا ترے جلوہ نہ دیکھا جب سے
صورتِ اشکِ روان یاس سے غلطان ہے شمع

قدِ جانان تری الفت مین ازل سے اٹک
محفلِ خلق مین ہر جا تری جویان ہے شمع

چمنِ بزم مین وہ رشکِ گُل آیا امشب
دمبدم گُل ہین فشان رشکِ گلستان ہے شمع

گر نظارہ تری رخ کا تو اے آئینہ رو
ادبا پا سے کھڑی ایک ہو حیران ہے شمع

قبۂ نور ہے سینہ ترا اُس کا پُر دود
جانِ عالم بخدا ہے تو و بیجان ہے شمع

آ نکا آج تو وہ خندہ روے شبہہ دروغ
ہے یہ باعث کہ شبستان مین جو خندان ہے شمع

اے جان نہین تمکو جو سب رات کا موقع
کچھ ڈھب تو نکالو کہ ہو اُس بات کا موقع

ہر روز خوشی عید کی تا عمر کرون مین
گر مجھکو ملے ایک ملاقات کا موقع

وہ دن تو کبھی عید سے کم ہو نہین سکتا
جسدن کہ ہو مہرو سے اشارات کا موقع

مضمونِ کمر باندھا ہے جادو نے طبع سے
سُن لو کہ وہ ہے ایک طلسمات کا موقع

کامل جو نہین عشق مین ہے تیرے پریرو
کب ہاتھ لگے اُسکے تو یہ گھات کا موقع

تازہ ہون ترے عشق مین سرسبز حسن جو
ہر دم ہے مری آنکھ مین برسات کا موقع

خوش ہو کہ لگی ہاتھ شبِ وصل دروغ اب
لو دور کرو دل سے شکایات کا موقع

دل تو ہر آن ہے اُس بُتِ یکتا کے تابع
گھر خدا کا نہ ہو کیون اپنے خدا کے تابع

بندۂ عشقِ صنم جب سے ہوا دل بخدا
تب سے ہرگز نہ رہا حرص و ہوا کے تابع

جھوٹ تہمت ہے کہ مدہوش ہوا ہے پی کے
ہوش اپنا تو ہے اُس ہوش رُبا کے تابع

ضعفِ پیری سے نہین تن ہے خمیدہ عاشق
سر تسلیم ہے خم تیغِ ادا کے تابع

دل ہے مجنون مرا اُس لیلیٰ ادا کا جسکے
لیلیٰ و مجنون بھی ہین عشقِ رسا کے تابع

طالبِ بوسہ لب اُس غیرتِ شیرین کا ہون
جانِ شیرین بھی ہے جس حکمِ قضا کے تابع



کیون گنہگار ہوا کرکے کوئی فعل دروغ
کیا ہے وہ شے جو نہین اُسکی رضا کے تابع



ردیف غ

سوزِ فرقت سے ہوئے ہین اپنے داغ تن چراغ
جامۂ ہستی ہمارا بن گیا خرمن چراغ

کس شمع رو سے لگے گی آج کل اپنی لگن
جل رہا ہے اندرون جو اپنا لے روغن چراغ

انتظار اُس شعلہ رو کا کرتے کرتے مر گیا
تھا جو مین تو گور مین تھے دیدۂ روشن چراغ

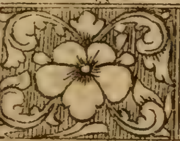
سوزِ فرقت نے نہ چھوڑا ساتھ بعد از مرگ بھی
تھا بنا کُنجِ لحد اپنا بسانِ گلخن چراغ

وعدہ آنیکا کیا اُسنے جو سوم کو مرے
طالعِ بیدار سے تھے گور کے روزن چراغ

جلے وہ گل پان کھا کر شب اندھیری مین جو باغ
ہے یقین اُسکو دکھاوے تو گلِ سوسن چراغ



اُس گلِ رعنا کے شوقِ دید مین دیکھو دروغ
ساکنانِ گلشنِ دنیا کے ہین تن من چراغ



کیون نہ فرقت مین نظر آئے مجھے دشمن چراغ
یاد دلواتا ہے مجھکو وہ رخِ روشن چراغ

جان دی مین نے طلائی رنگ پر اُس شوخ کے
زائران تربت چڑھاتے ہین پر از کُندن چراغ

مر گیا تھا مین تصور مین رُخِ پُر نور کے
گور پر جلتا رہا تا حشر بے روغن چراغ

سرمہ آلودہ نگاہون نے کیا تھا مجھکو قتل
گور کا میرے ہوا اکسیر کا مسدن چراغ

اُسکی افشان کا تصور تھا مجھے وقتِ نزع
اِسلیے تھا گور پر میرے شرر افگن چراغ

مین مُوا خالِ سیہ رنگِ پری پر اسلیے
دوستو رکھنا نہ تم میرے سرِ مدفن چراغ

اُس کمر کی جستجو مین جان نکلی تھی دروغ
قبر میری ڈھونڈھتا پھرتا رہا بن بن چراغ

دشتِ فرقت مین ہوے داغِ جنون تابان چراغ
ہجر مین کرتے ہین مجھکو بے سر و سامان چراغ

میری دودِ آہ سے قصرِ فلک تیرہ ہوا
تیرگی مٹتی نہین دکھلاے گو رضوان چراغ

وصل مین مین برقعِ آئینہ رو اُلٹون اگر
دیکھ اُس رُخ کی صفائی بس رہے حیران چراغ

جاے پڑ سایہ پریرو کا جو اُسپر ایک روز
عمر بھر پھاڑے گریبان اپنا ہو دامان چراغ

دیکھ لیوے یار کی میرے اگر وہ چشمِ شوخ
اسقدر روئے کہ برپا بس کرے طوفان چراغ

گُل کرے غنچہ دہن میرا جو اپنے مُنھ سے تو
بوے گُل دنیا مین پھیلے جاے بن گُلستان چراغ

روشنیِ سیم تن کے رخ سے کیا نسبت دروغ
کوڑی کوڑی مارے مارے پھرتے ہین ارزان چراغ

گر رشکِ باغ میرا پئے سیر جاے باغ
ہر گام پر تو نقش سے پا کے بناے باغ

گلشن مین رشکِ گل مرا جائے جو بے نقاب
نقشِ نگار دیکھ نہ پھولا سماے باغ

دل کو اگر ہوس کبھی گلگشت کی ہوئی
تن داغدار دیکھا کیا مین بجاے باغ

گر عندلیب دیکھے گلِ کفشِ پاے یار
ہے یہ یقین کہ دل سے تو وہ بھول جاے باغ

آے وہ نونہال چمن جو پئے خرام
قدمون کو اُسکے اپنے تو سر پر رکھاے باغ

آئے نسیم اُسکے جو کوچے سے کر گذر | پھر خوش نہ آئے خلق کے دل مین ہوائے باغ

اُس گل کے کفشِ پا سے جو نکلے صدا و روغ
بلبل تو بھولے نغمہ رہے بے صدائے باغ

اے عندلیب گل پہ نہ کر اسقدر دماغ | موسم خزان جو آیا تو ہو گی تو خر دماغ
نالے سے ہمسری مرے کرتی ہے تو عبث | ہٹ جا وگرنہ ہو گا ترا اسقدر دماغ
باغِ سخن مین سامنے رکھنا مرے قدم | پیچھے سے پہلے اتنا تو پیدا تو کر دماغ
تو شاخ گل پہ پھول کے بیٹھی ہے کیا نڈر | خارِ اجل کی یاد سے رکھ پر خطر دماغ
اے عشقِ یار دیکھینگے جو کچھ دکھائے تو | قسمت کی خوبی ہے کہ کرے جانور دماغ
صیّادِ فلک ظلم سہائیگا تو کب تک | ہمکو جو ہم سے کرتی ہے یہ مشتِ پر دماغ

معلوم یہ ہو رہا ہے ہوا اُسکے طور سے
جاتا رہا ہے اُسکا تو اب سر بسر دماغ

ردیف ف

جاتا نہین مین آپ سے بے پیر کی طرف | دل معہدف ہے آتا مژۂ تیر کی طرف
اُستادِ عشق میرا وہ قاتل بنے مرا | خم سر لیے تسلیم ہو شمشیر کی طرف
سودائے زلف دل مین سمایا ہے اسقدر | وحشت مین بھی مین جاتا ہون زنجیر کی طرف
تازہ بلا کے ہونگے مقرر اسیر اب | جاتا ہے دھیان زلفِ گرہ گیر کی طرف
مجبور ہو گیا ہے وہ تیرِ نگاہ سے | جاتا ہے خود بخود تو وہ نخچیر کی طرف
دنیا مین خاطری تو ہے اہلِ امیر کی | اور ہے نظر تو اُنکی ہی توقیر کی طرف

ہین تیرے دست گیر تو شبّیر اِی دروغ
توبھی لگا خیال کو شبّیر کی طرف

پھر جذبِ دل ہوا رخِ پرنور کی طرف
جاتا ہون مین بھی دوڑکے پھر طور کی طرف

پھر یادِ چشمِ مست کی آنے لگی مجھے
پھر دیکھتا ہون نرگسِ مخمور کی طرف

مے کے لیے پھر اُسکو ہے انگور کی تلاش
پھر زخمِ دل رجوع ہوے انگور کی طرف

ہے آبِ زنخدان کی ہوئی چاہ پھر مجھے
پھر تاکتا ہون دل کے ہین ناسور کی طرف

پھر آب دل ہوا ہے تپِ ہجر سے مرے
آنسو ہین پھر روانِ تنِ محرور کی طرف

سایہ پری دکھا مجھے وقتِ نزع جو
دیکھون بہشت مین بھی نہ پھر حور کی طرف

پھر آرزوے وصل برآئی مری دروغ
آلے جو پھر وہ خانۂ مہجور کی طرف

طائرِ فکر ہے پرّان پھر آسمان کی طرف
کبکِ دل پھر ہے دوان ماہِ جبینان کی طرف

دولتِ حسن سے ہوتا ہون مین پھر مالا مال
بخت لے چلتا ہے پھر کوی حسینان کی طرف

پھر ارادہ جو مرا رزمِ سخن کا ہے ہوا
کلک ہو تیغ چلی پھر ہے سخندان کی طرف

پھر ہین منصورِ زمانہ ہوا حق گوئی مین
پھر رخِ دار پھرا آپ عدوان کی طرف

دل کو پھر تیر و کمان کا ہے ہوا شوق دروغ
دیکھتا پھر ہون مین اُس ابرو و مژگان کی طرف

کیا جستجو مین ترے قمر کبھی اسطرف کبھی اُسطرف
کبھی ارض پر کبھی عرش پر کبھی اسطرف کبھی اسطرف

جویان ترے پردہ نشین کونین مین رہتے ہین کل
جن و پری حور و بشر کبھی اسطرف کبھی اُسطرف

ترے شوقِ دید مین جانِ جان گردش مین رہتا ہے آسمان
اور چرخ مین بھی ہین ماہ و خور کبھی اسطرف کبھی اُسطرف

مری طفلِ دلکو حسینون نے کیا پرورش ہے زلف کے
گہوارہ مین کہو سر بسر کبہی اسطرف کبہی اسطرف

ترے تارِ زلف کے عشق مین ہوا زار تن مرا اسقدر
تجہکو ڈہونڈہکر اہلِ نظر کبہی اسطرف کبہی اسطرف

جو مجادلہ در پیش ہے تجہکو سخن کا دروغ اب
تو قلم چلا ہے ہو شیر نر کبہی اسطرف کبہی اسطرف

آتا ہے قاتل اگر گہر کو مرے خنجر بکف
ہے مجہے شوقِ شہادت بیٹہا ہون لیکے سر بکف

دیکہ لیوے یار کی زلفین اگر آراستہ
جسنے دنیا مین نہ دیکہے ہون کبہی اژدر بکف

یاد آئے دن کو اُسکے پُر گہر گیسو مجہے
رات بہر دیکہا کیا مین خواب مین اژدر بکف

ہے یہی تعبیر دیکہون گا وہ کاکل پُر گہر
رات کو دیکہا ہے مین نے خواب مین اژدر بکف

دسترس ہوجائیگا عجب کیا صنم کے زلف تک
خواب مین دیکہے ہین مین نے رات کو اژدر بکف

گر ہو رشکِ گل کو شوقِ بادہ نوشی باغ مین
غنچے بن جائین صراحی گل بنین ساغر بکف

عکسِ دندانِ صنم وقتِ تبسم جو پڑا
قطرۂ شبنم یہ برگِ گل بنے گوہر بکف

نو بہ نو بیدا دہم پر لاکہ ظالم نے کیے
ہم نے رسوائی نہ کی لیکر کبہی محضر بکف

سوزشِ غم یار سے پہلے جلایا تن مرا
دل بہی ہوگا سمر دنوبت ہوگی جب آخر بکف

تیرے عاشق کو نہین لے سیم زر دولت کی چاہ
داغہائے عشق سے رکہتا ہے سیم و زر بکف

ذمہ داری نیک و بد ذمے اُسی کے ہے دروغ
قادرِ مطلق ہے جو رکہتا ہے خیر و شر بکف

ردیف ق

کوئی ہم سا کبہی ہووے مبتلائے فراق
ازل سے کہتے ہین رو رو کے ماجرائے فراق

عدم سے ہستی مین بھی اپنے ساتھ لائے فراق — کیا جو غور تو یہ جسم ہی ہے زلے فراق
نہ بدنصیب کوئی ہمسا خلق ہوگا کبھی — فراق جسکو ہو آغاز و انتہائے فراق
ہوا جو عشق بھی تو کاکل پریشان کا — پریشان حالی دلا کیون نہ پھر دکھائے فراق
کرینگے عشق اب ہم غنچۂ لب بستہ کا — ہمارے پاس نہ پھر تا کہ کبھی آئے فراق
کمر یار دکھا تو ہی معجزہ اپنا — کہ خود بخود بھلا دنیا سے تو مٹ جائے فراق
مریض ہجر کے خاطر بجز وصال صنم — نہ کشت دہر مین پیدا ہوئی دوائے فراق
جہان مین خلق کوئی شے نہین ہوئی بیکار — مگر بنایا کیون تو نے اے خدائے فراق

اگر بنایا ہے تو سن دعا در وغ کی بھی
چکھا فراق کو کچھ روز تو مزائے فراق

جھاڑ پیچھے ہے پڑا پیچھے بدخصال قلق — ہے ہوگیا تو میری جان پر وبال قلق
چال ﷲ ذرا اپنی تو سنبھال قلق — دل سائیدہ نہ کر ایسا پائمال قلق
اُسکے مژگان کے تصور مین ہے یہ حال قلق — کہ دل زار مرا ہوگیا غربال قلق
اُنکے گیسو نے شب وصل وہ دکھلائے پیچ — عمر بھر تھا بچھا عاشق کے لیے جال قلق
ہوتا گر ایک ہی کافر تو بھی ہوتی کچھ خیر — دیتے ہین اب تو مجھے سب ہی خط و خال قلق
باغ کی سیر کو جسوقت چلا گھر سے وہ گل — باغ عالم مین تھے سب سبزۂ پامال قلق
گل تھا صد چاک گریبان تھا بلبل سیہ پوش — ہر کو خار تھا قمری کو نونہال قلق
وہ مہ پہنے جو کبھی اپنی درخشان پازیب — ماہ کامل کو بھی دے حلقۂ خلخال قلق
دل دھڑکتا ہی رہا اپنا شب وصل مین بھی — رنج فرقت کی صدا دیتا تھا گھڑیال قلق
عاشق خستہ جگر ہون کسی نازک تن کا — اور رکھتا ہون دل زار اُسکے حال قلق

بہرہ ور ہوگا یقین ہے مجھے اپنے دل سے
اب جو کرتا ہے مرا اُس سے قیل و قال قلق

تھا یہ اقرار وہ جائینگے گجر بجتے دروغ
دور اپنا نہ ہوا ابھی شبِ وصال قلق

ہو گیا جب سے کہ دل اُس بتِ چین کا عاشق
نہ تو دنیا کا رہا اور نہ دین کا عاشق

کیون ہوا ہاے مین اُس پردہ نشین کا عاشق
کھوج مین جسکے رہا پھر نہ کہین کا عاشق

خوفِ رسوائی سے دل کھول کے مین و نہ سکا
یہ مزا پایا ہوا اُس پردہ نشین کا عاشق

کوہکن مین نہین چاہون جو تجھے شیرین لب
دلِ مسکین تو ہے روے نمکین کا عاشق

مُنھ سے بولین نہ یہ بُت آنکھ سے دیکھین نہ کبھی
اندھا ہووے تجھ ایسے خود بین کا عاشق

کھل بلی پڑتی ہے عشاق و معشوقون مین
ہے نکلتا جو کسی پر نمکین کا عاشق

سب حسینانِ جہان بھرتے ہین دم تیرا دروغ
خوب تو بھی ہوا اُس رشکِ حسین کا عاشق

دیکھ برا اُس بتِ کافر کا عشق
بھولا زاہد مولئ اکبر کا عشق

دیکھکر میرے صنم کی چشم مست
دل مین واعظ کے ہوا ساغر کا عشق

مست رہتے ہین سدا بے مے پیے
وہ جنھین ہے ساقیِ کوثر کا عشق

خون رویا عمر بھر کے واسطے
کر کے ہم نے اُس گُلِ احمر کا عشق

داغِ الفت اپنا سکہ بے بہا
ہے تو ہمکو کسلیے ہو زر کا عشق

آنکھ مین چھائی جو ہے کالی گھٹا
ہوگا اب پھر گیسوِ دلبر کا عشق

چال اپنی بھی تو اک ٹکسال ہے
اُسکے خاطر جسکو ہووے زر کا عاشق

کون کہتا مین نہین گردون وقار
ہو گیا ہون کر کے نیک اختر کا عشق

لوگ کہتے ہین دروغ ہے غیب دان
کرلیا اُسنے رخِ انور کا عشق

فصل جنون ہے اور ہے پُر زور اشتیاق
کالی گھٹا فلک پہ جو سمجھے ہے اُسکی بھول
دیکھی ہے آنکھ جب سے کسی مستِ ناز کی
پنہان نظر سے جب سے ہے وہ یوسفِ زمان
آمد بہار مین ہوا وعدہ جو وصل کا
نکلا نہین یہ خطِ رخِ شیرین دہن پہ ہے

وحشت مہاجرت ہی وہ ہے شور اشتیاق
یہ تو ہے سر بسر مرا گھن گھور اشتیاق
پی جام بیخودی ہے سرابور اشتیاق
یعقوب صفت تب سے ہوا کور اشتیاق
رقصان ہے دمبدم تو مرا مور اشتیاق
ہے لیتا بوسے بنکے مرا مور اشتیاق

ہون زار وہ دروغ کہ تنکا نہ اُٹھ سکے
کیونکر سہون مین پھر تو بھلا جور اشتیاق

ردیف ک

جو جا سکے نامہ میرا لیکے تو لے نامہ بر وان تک
مجھے ہے عاشق ترا صادق پہونچتا ہے وہ منزل پر
مریضِ ہجر کا اُسکے لبون پر آ رہا ہے دم
نکل کر قیس بھاگے نجد سے گھبرا کے اکدم مین
فراموشی تری اُنکو ہوئی جو اسقدر اے دل
رقیبون نے کیا ہے گرچہ بدظن خوب اُسکو پر
کرو انت کشتی مین بعد مردان کیون نہ سکی گر

بچھا دون راہ مین تیری سراسر سیم و زر وان تک
ہزارون ہین اگرچہ راہ مین خوف و خطر وان تک
خدا کیواسطے پہونچا دے تو اے چارہ گر وان تک
ترا لیلی ادا مجنون پہونچ جائے اگر وان تک
ہوا تو ہے یقیناً اب رقیبون کا گذر وان تک
پہونچکر پھر نہین آئیگا یہ خستہ جگر وان تک
بہا لیجائے جو لاشہ مرا تو چشمِ تر وان تک

مکانِ یارتک روح الامین بھی جا نہیں سکتے | بھلا وہ کون ہے لیجاے جو میری خبر وان تک



نہ دل سے جو ہون خادم دروغا پنجتن کا مین
طفیل اُنکے سے پونہچاوین مجھے خیر البشر وان تک



گلو نکی قدر ہے دیکھو وہ خار کے نزدیک | سخنوروں کی ہے جو کہ گنوار کے نزدیک
طلب ہوئی تری اے دل جو یار کے نزدیک | تو کر یقین کہ دن ہین بہار کے نزدیک
جو شوق سیرِ چمن ہے تجھے اے لالہ رو | تو بیٹھ آکے دلِ داغدار کے نزدیک
ہو خار غیر کو مجھکو ملے گلِ مقصود | چمن مین بیٹھون جو اُس گلعذار کے نزدیک
نظر سے میری نظر اُسکی چار ہو اُسدم | نہ برقع ہو نگہِ شرمسار کے نزدیک
تلاش مین تری فرہاد بنکے شیرین لب | قیام مین نے کیا کوہسار کے نزدیک
شہیدِ ناز کا خون کرکے کہتے ہین یہ آپ | تماشا دیکھینگے ہم لالہ زار کے نزدیک
قدم اجل کا ہمین کیون نہ مبارک ٹھہرے | سوم کو آئے وہ میرے مزار کے نزدیک



دروغا نہ کوئی خوف جہان مین کہ تو اب
ہے معتمد شہِ دُلدل سوار کے نزدیک



رہا جو گو عشق مین حالت تباہ برسون تک | ولے نہ نکلی مرے منھ سے آہ برسون تک
بتون کے عشق کو دے دل مین راہ برسون تک | کیے ہین گھر مین خدا کے گناہ برسون تک
خیالِ زلفِ سیہ یار تھا دمِ تحریر | قلم کو جو تو رہا روسیاہ برسون تک
صنم کے روے منور سے ہو خجل مہتاب | جگر مین رکھتا ہے داغ سیاہ برسون تک
ذقن کی چاہ مین اُس یوسفِ زمان کی مین | رہا ہون جھانکتا واللہ چاہ برسون تک
اس آرزو مین کہ اُنکو نظر پڑے وہ مہ | طواف کرتے ہین خورشید و ماہ برسون تک

شبانِ ہجر مین کیا کیا نہین اُٹھائے رنج
زبان پر آئی ولیکن نہ آہ برسون تک

وہ روز آنکھ لڑاتے ہین ساتھ غیرون کے
نہین ملاتے ہین ہمسے نگاہ برسون تک

فراقِ رشکِ مسیحا مین قسمتِ بد سے
اجل نہ آئی گو تھی خیر خواہ برسون تک

عجب نہین کہ ہمکو وصال جلد دروغ
دعا کی تمنے ہے شام و پگاہ برسون تک

آتے ہین ہستی مین سب مُلکِ عدم سے ٹھیک ٹھیک
کوئی رہ جاتا نہین ہے اپنے دم سے ٹھیک ٹھیک

یاد فرقت مین جب آتے ہین ہمین دندانِ یار
بہتا ہے دریا گہر کا چشمِ نم سے ٹھیک ٹھیک

دیکھ اُس کو غیر کی صحبت مین مین رونے لگا
ہنس کے بولا وہ کہ گانا تال وسم سے ٹھیک ٹھیک

عشق کی شاہی ملی مجھکو تو مرنے پر مرے
کاسۂ سر بھی ہرا تھا جامِ جم سے ٹھیک ٹھیک

وصل مین کمخواب آنے کے سبب سے مین ہوا
آشنا محرم سے اُس کے اور شکم سے ٹھیک ٹھیک

وہ گُلِ رنگین زمین پر پیر گر رکھے کبھی
جاے بن باغ ارم نقشِ قدم سے ٹھیک ٹھیک

اُس بُتِ یکتا نے جب سے دل مین میرے گھر کیا
وصل کعبہ ہو گیا بیت الصنم سے ٹھیک ٹھیک

کیا گنہ کیا ہے خفا رہتے ہو جو مجھ سے خفا
حال دل کہد یجیے اب آپ ہم سے ٹھیک ٹھیک
ہے دعا اپنی یہی دن رات اُس سے اے دروغ
ہو بسر میری سدا جاہ و حشم سے ٹھیک ٹھیک

خبر میری جو پونہچا دے وہان تک — دریغ اُس سے کرون ہرگز نہ جان تک
کرون مین یار کا شکوہ کہان تک — نہ آیا بھول کر میرے مکان تک
جلا ہون مین غم فرقت سے یان تک — کہ دود آہ پونہچا آسمان تک
تری خاطر مرا دل میرے دلبر — گیا ہر روز ہر دم لامکان تک
ابھی وہ طفل ہے گو حسن مین کم — ولیکن ہین فدا پیر و جوان تک
اُٹھایا کوہ غم ہے مین نے برسون — نہین برداشت اب خواب گران تک
قیامت کی ہے صاحب آپ کی چال — کہ ہلتے ہین زمین و آسمان تک
خدا کہتے تجھے اے بت خوشی سے — اگر ہلتی کبھی تیری زبان تک
مرا گلرو اگر جاوے چمن مین — لٹا دے بلبل اپنا خانمان تک
ترا عاشق نہ دیکھے آنکھ اُٹھا کر — اگر اُسکو ملین حور جنان تک
گئے ہم بارہا جنت مین لیکن — کبھی پونہچے نہ تیرے آستان تک
جلایا عشق رو سے آتشین نے — مجھے ایسا نہین نکلا دھوان تک
پھنسا کس پیچ مین ہے زلف کے دل — کہین ملتا نہین اُسکا نشان تک
رخ پر نور کا سودا ہے جب سے — اُڑا دین روح و تن کی دھجیان تک
مؤذن مر گیا کیا آج کی شب — نہین دیتا دروغا جو اذان تک

ردیف گ

اُنکا جو قاصد انہیں آنیکا رنگ ڈھنگ
اپنا ہی کچھ جاوہاں جانیکا رنگ ڈھنگ

پائوں میں ہے حنا نہ لگانے کا رنگ ڈھنگ
اُنکا ہی آج ہاتھ نہ آنے کا رنگ ڈھنگ

دل چاہتا ہے ہو جیسے جلکر سیاہ خاک
تا آنکھ میں ہو اُنکے سمانیکا رنگ ڈھنگ

تل ہے کہ دانہ حلقۂ گیسو ہے یا کہ دام
یہ ہے کہ مرغ دل کے پھنسانیکا رنگ ڈھنگ

جائیگا عندلیب بھی نغمے کو اپنے بھول
کر یاد میرے شور مچانیکا رنگ ڈھنگ

ظاہر میں ہو خفا مجھے بتلاتے ہیں وہ ڈانٹ
در پردہ ہے یہ آنکھ دکھانیکا رنگ ڈھنگ

دیتے ہیں طول رخ کبھی لیتے ہیں وہ چھپا
کیا خوب ہی یہ دل کے لبھانیکا رنگ ڈھنگ

میں جاکے شب وصل جو پہلے سے سو رہا
تازہ ادا کا دیکھا جگانیکا رنگ ڈھنگ

خلوت میں کر طلب جو بٹھاتے ہیں مجھکو پاس
تھے ہے رقیب بد کے اٹھانیکا رنگ ڈھنگ

ثابت ہوا درِ رخ یہ لیل و نہار سے
دم دم یہ ہے بدلتا زمانیکا رنگ ڈھنگ

دیکھا ہی اُسنے کیا مرے شیرین دہن کا رنگ
جو نیلگون ہوا ہے رخ کوہکن کا رنگ

دانتوں سے تیرے مات ہے دُرِّ عدن کا رنگ
پھیکا لبوں سے ہے ترے لعل یمن کا رنگ

دل میں بسا ہے جب سے مرے یارِ گلعذار
آنکھوں میں پھر رہا ہی ہمارے چمن کا رنگ

اللہ رے نازکی گلِ رخسار یار کی
اُڑتا ہوا ہے بوسہ سے ہے گلبدن کا رنگ

عاشق تھا عمر بھر جو میں اک صاف حسن کا
نیلا ہوا نہ قبر میں میرے کفن کا رنگ

کیا کیا نہ نونہال خزاں نے مٹا دیے
سر سبز ہی رہا مگر اس پیرزن کا رنگ

یعنے پیرزن ۱۲ دنیا

میری طرح فلک بھی ہے شاید مریض ہجر
انکو جو زرد روہے و شب کو حزن کا رنگ

گر آج عاشقون کا ہوا ہے نہ قتل عام
ہے رخ پھر تو آپ کے کیون پیرہن کا رنگ

طفلی سے آہ ہم ہوے اپنے جلا وطن
موزون ہوا عزیز و نہ ہم سے وطن کا رنگ

لکھدین جو ابروونکی صفت اس زمین مین
ہر مصرع کتاب ہو شمشیر زن کا رنگ

رکھ چھوڑین استخوان جو برائے سگانِ یار
انکے لیے ہما کا ہے زاغ و زغن کا رنگ



مشتاق ہین دروغ جو رنگین کلام کے
نیرنگ نظر آتا ہے انکے سخن کا رنگ



دکھلادے وصل کا جو مجھے نوبہار رنگ
ہم عشق نظر آئین غم اشکبار رنگ

برسا کرم سے تیرے جو ابرِ بہار رنگ
خوش چشمون نے دکھایا درِ شاہوار رنگ

رخسار یار پر ہے خط سبز کا نمو
دکھلاتا ہے بہار بھی کیا مرغزار رنگ

دل لیکے بوسہ دیتے ہین نیچی نظر سے آپ
کیا خوب بے حجابی مین ہے شرمسار رنگ

دم دیکے روز جاتے ہین آغوش سے نکل
مانینگے اب نہ ایک وہ لائین ہزار رنگ

گر لیجیے طپانچون سے منھ میرا نیل گون
پستان کرونگا آپ کی مین گل انار رنگ

دل میرا رخ اُس بُت سے جو کرتا نہ ہمسری
ممکن نہ تھا کہ رنگ کا کرتا شکار رنگ

کھاے دو جہان ترے آگے ہین سرنگون
پھر کیون نہ مین لکھون ترا گردون وقار رنگ

شاعر تمام دوست کو کہتے نہ خصم جان
ہوتے نہ حسن و عشق اگر کارزار رنگ

دشمن کو دوست دوست کو دشمن کہین کبھی
آتا ہے ہر طرح کا انھین خوشگوار رنگ

کاوش جو ابروون کی تری رہتی ہے مدام
مضمون غزل کا میری بنے ہاے ذوالفقار رنگ

ہو مین شہید اُس رخ رنگین کا دروغ
مدفن مین بھی دکھائیگا میرا مزار رنگ

کرون بہار مین اسطرح تجھ کو جانان تنگ — صدف کو کرتا ہے جسطرح ابر نیسان تنگ

پری جمالونکے جھرمٹ سے ہے شبستان تنگ — خوشا نصیب مرے دلکا ہے نہ ارمان تنگ

دہن کو کہتا ہے غنچہ کوئی کوئی معدوم — کہون مین کیا کہ ہی میری تو طبعِ جولان تنگ

اگر مین پھر بھی اُٹھاؤن قلم پئے تعریف — زبانِ کلک کے ہو سخن کا میدان تنگ

تمھاری سرمگین آنکھون کا ہو مین دیوانہ — گیا جو صحرا مین کرنے لگے غزالان تنگ

سُنین جو بلبلین آتا ہے باغ کو وہ گل — سمائین پھولے نہ قالب مین ہو گلستان تنگ

اسیر ہوتے ہین بھالونکے دار کھاتے ہین — صنم کے کرتے ہین مژگان و زلفِ پیچان تنگ

ہماری گشت سے ذرات اُسکے کوچے مین — پناہ مانگتا ہے ہو کے اُسکا دربان تنگ

نہ کھینچ ہاتھ تو اپنا بہار مین ساقی — تری ہین تنگ دلی سے تمام مستان تنگ

نظر جو خواب مین پڑ جائے صورت اُس بُت کی — یہ کیا ہے وجل نہ ہون حافظانِ قرآن تنگ

بدون کے ساتھ رعایت دروغ کرنیسے
نتیجہ یہ ہے کہ ہوتے ہین نیک مردان تنگ

سوزِ فرقت سے لگی ہے دلِ بیتاب مین آگ — آہ مارون تو لگے عالمِ اسباب مین آگ

طپشِ غم سے دل اپنا ہوا پارہ پارہ — خیریت کب ہی کہ جسدم لگے سیماب مین آگ

بام پر ماہ لقا دے اُلٹ اپنی جو نقاب — رشک سے لگ اُٹھے فوراً رخِ مہتاب مین آگ

شوخیِ سرخیِ پان تری دندان کے قریب — دھوکا ہوتا ہے لگی ہی دُرِ نایاب مین آگ

سوزشِ گریہ سے آنکھونسے ٹپکتا ہے لہو — غضب ہے کہ لگی چشمۂ پُر آب مین آگ

دھیان کرکے تری صورت کا جو لے شعلہ رو — خط لکھون مین تو لگے لکھتے ہی القاب مین آگ

دوستو نین نہین لازم ہی کدورت کہ دروغ — بدگمانی سے ہی لگتی دلِ احباب مین آگ

ردیف ل

دلِ ہندو ہوا ہے کاکلِ خمدار پر مائل
مسلمان ہو کے ہوئین مصحفِ رخسار پر مائل

مجھے ہی عشق تیرے اے صنم روئے منور کا
نہ حیوان ہون کہ ہوتا ہین گل و گلزار پہ مائل

ہمین الفت ہے اے جانان تمھاری شوخ آنکھونسے
بلا ہووے ہماری نرگسِ بیمار پر مائل

تمھارے ابروون کی عشقِ پنہان ہے ہمارا دل
بوقتِ کمِل طفلی مین بھی تھا تلوار پر مائل

ہوا ہون مین بسبب عشق زاہد بھی اگر دیکھے
کرے ترک اعتکاف ہو خانۂ خمار پر مائل

مزا ہے وصل کا ناز و ادا غمزہ کرشمہ مین
رہا کرتا ہے دل میرا انھین دو چار پر مائل

نہین ہے پوچھتا مفلس کو کوئی بھی تو دنیا مین
کل انسان ہوتے ہین فوراً مگر زردار پر مائل

نہ رہتا رات دن چکر مجھے صحرا اے فرقت مین
اگر ہوتا نہ دل اپنا تری رفتار پر مائل

کہین ہم لاکھ لیکن رہ دروغا ہی نہین سنتا
ہمارا دل تو ہے اُس شوخ کی گفتار پر مائل

ٹھلا دون باغ مین جو تجھے روبروئے گل
دیکھے نہ عندلیب اُٹھا آنکھ سوئے گل

اُلٹے چمن مین اپنی جو وہ شعلہ رو نقاب
بلبل بنے کباب وہ ہو خشک روئے گل

گلرو کہون تو لوگ کہین ہون مین بیوقوف
تشبیہ رخ سے تیری لئے آبروئے گل

چھوٹے نہ داغ رشکِ جگر سے تمام عمر
شبنم ہزار روز کرے شست و شوئے گل

سُن لے جو ایک بات مرے رشکِ باغ کی
بلبل کو خوش نہ آئے کبھی گفتگوئے گل

بلبل کو قید اُسجگہ صیّاد نے کیا
جس جا نسیم بھی کبھی لائے نہ بوئے گل

بی یار فرش پھولونکا بچھوایا جو دروغ
چبھتے ہین تن مین خار کے مانند موئے گل

جب سے ہے مجھکو چہرۂ پُر نور کا خیال
موسیٰ کو دل پہ میرے ہوا طور کا خیال

عشقِ مژہ سے تیرے جگر کی یہ شکل ہے
کرتے ہین لوگ خانۂ زنبور کا خیال

دیکھونگا آنکھ کیا مین کسی مستِ ناز کی
ہوتا ہے اب جو نرگسِ مخمور کا خیال

نزدیک پا کے تجھکو نشے کی ترنگ مین
اے یار سوجھتا ہے مجھے دور کا خیال

عالم مین بیخودی کے مین بھولا ہون آپ کو
رہتا ہی جب سے اُس بُتِ مغرور کا خیال

اے بُت قسم خدا کی ترے حُسن کے حضور
ہرگز کرون نہ خواب مین مین حور کا خیال

نالہ اگر دروغ کرون دردِ ہجر سے
ہووے تمام خلق کو تو صور کا خیال

رُخ کے ہمسر ترے ہو خورشیدِ خاور کیا مجال
بوی کاکل کے ترے مشک اور عنبر کیا مجال

نالہ زن ہو دردِ فرقت مین دلِ غمگین اگر
ہو سکے اسکے مقابل شورِ محشر کیا مجال

ہے کمان ابرو تو مژگان تیر گیسو دام ہین
عاشقِ خستہ جگر ہو اسنے جانبر کیا مجال

سروِ قد میرا چمن مین ہووے جسدم خوشخرام
سرنگون ہو کر نہ گر جائے صنوبر کیا مجال

دیکھکر افشانِ تابان کو شبِ دیجور مین
رشک سے جائین نہ چھپ اخترِ فلک پر کیا مجال

چاندنی مین وے اُٹھا کر شمع رو اپنی نقاب
جل کے خاکستر نہ ہو ماہِ منور کیا مجال

کھولدے زلفونکو اپنی باغ مین وہ نونہال
کر نہ لے سر نیچا اپنا سنبلِ تر کیا مجال

بے حجابی مین عرق رُوی مصفا پر جو ہو
اُس سے شرمندہ نہ ہووے آبِ کوثر کیا مجال

آرزوے دید مین اُس چہرۂ پرنور کی
مہر و مہ ذرات جو کھائین نہ چکر کیا مجال

آبداری دانت کی اُس ماہوش کی دیکھ کے
آب غیرت مین نہ غلطان ہووے گوہر کیا مجال

منزلِ ہستی سے ہوگا جب سفر اپنا دروغ
ساتھ جائیگا کوئی خویش و برادر کیا مجال

جلوۂ رخ سے صنم کے گرچہ ہے پر نور دل
حاجتِ میخانہ تو ہرگز نہیں مجھ مست کو
آفتابِ حشر تو ہے اک اسی کا نان پخت
مین نے تو ہر چند یہ چاہا نہ ہو اظہارِ عشق
وصل کی شب جب لگا گانے غزل وہ خوش گلو
عشق جب سے ہے مجھے اُس بُت کی چشمِ مست کا
اُس پری پیکر کی جب ہوتی ہین آنکھین مجھسے چار
ہے یقین ساقی پلائیگا تجھے جامِ وصال

سوزِ فرقت سے مگر ہے مثلِ کوہِ طور دل
ہے مئے الفت مین ساقی کے نشے مین چور دل
جب سے عشقِ شعلہ رو مین ہے سمندور دل
عاشقو مین تیرے لیکن ہو گیا مشہور دل
سازِ عشرت سے بنا یا ہمنے بھی طنبور دل
مثلِ ساغر بادۂ الفت سے ہے معمور دل
نوکِ مژگان کی خلش سے ہوتا ہے رنجور دل
خود بخود ہوتا ہے میرا آج جو مسرور دل

گوہرِ مقصود ملنا ہے ملیگا اے دروغ
چاہیے ہر حال مین رکھنا مگر مسرور دل

ردیف م

زاہد نہین ہوس ہو کہ جائین جنان مین ہم
کرتے رہے تلاش تجھے دو جہان مین ہم
محروم دید سے ترے آئے وہانسے بھی
کیا جانیے کہ پردے مین تو ہے وہا نہین
پائینگے یار یا کہ مٹا دینگے اپنا کھوج
وصفِ دہن تنگ مین کھلتی نہین زبان
دل ہے بسا جو یار کے ابرو و مژہ پر

شیدائے بت ہین جاتے ہین کوئی بتائین ہم
گاہے زمین پر دگہے آسمان مین ہم
حسب الطلب اگرچہ گئے لامکان مین ہم
رہتے ہین رات دن اسی ہم و گمان مین ہم
ہین ڈھونڈھتے جو پھر تجھے کونو مکان مین ہم
لب بند ہو کے رہتے ہین فکر بیان مین ہم
ہر وقت تلا کرتے ہین تیر و کمان مین ہم

اوجھل نظر سے رہتا ہے جب سے کہ وہ دریغ
دردِ جگر سے رہتے ہین آہ و فغان مین ہم

تنگ آئے ہین بہت اب تری بیداد سے ہم
فائدہ دیکھتے منت سے نہ فریاد سے ہم

ربط کرتے ہین اب اِک فتنۂ بنیاد سے ہم
ہاتھ دھوتے ہین عزیز دلِ ناشاد سے ہم

بھول جاتے ہین شبِ ہجر غمِ فرقت کو
وصل کا لطف اُٹھاتے ہین تری یاد سے ہم

دفترِ عشق مین ہے نام لکھا یا لیکن
ہین حقیقت سے نہ واقف نہ روداد سے ہم

نوکِ مژگان سے کبھی پھوٹین پھپھولے دل کے
التجا کرتے ہین ہر دم یہی فصاد سے ہم

تیغِ ابرو جو لگے ہاتھ گلا خود کاٹین
بارہا کہتے ہین منت سے یہ جلاد سے ہم

دھیان آیا جو چمن مین قدِ بالا کا ترے
لپٹے بیساختہ جا دوڑ کے شمشاد سے ہم

شیوۂ ظلم ہے اُنکا تو وفا اپنا دروغ
سنگ دل اِنمین نہ کم اُسمین نہ فولاد سے ہم

ہو گیا کیا مجھے نہین معلوم
ہون مین کس جا مجھے نہین معلوم

جا کے کوچے مین تیرے پھر کیسے
لوٹ آیا مجھے نہین معلوم

حضرتِ دل فراق کس گل مین
داغ کھایا مجھے نہین معلوم

مہربان مدرسے مین عشق کے آہ
اب تک آیا مجھے نہین معلوم

آہ مجھکو یہ میری آنکھون نے
ہے ڈبایا مجھے نہین معلوم

بخدا عشق مین ترے اے بُت
دین و دنیا مجھے نہین معلوم

زاہدا اپنا کہہ جو تو سمجھے
حالِ عقبیٰ مجھے نہین معلوم

ناصحا کیا دماغ مین تیرے
ہے سمایا مجھے نہین معلوم

یہ ہیں مکّار دونوں اے حافظ — تو نے جانا مجھے نہیں معلوم
یہ سخن ہے کہ داغ ہے دلکا — کچھ پھپھولا ہے مجھے نہیں معلوم



راست کہتا ہے جو تو کہتا دروغ
کوئی سمجھا ہے مجھے نہیں معلوم



تجھے جو فصل مین بخدا صنم مری ہوش گم و حواس گم — رہے وصل مین بخدا صنم مرے ہوش گم و حواس گم
جلوے نے تیری جمال کے جھلک نے تیری جلال کی — کیسے اصل مین — ایضاً
ترے ظلم ہجر کا گلہ مظلوم سا کرون کیون کہ مین — ترے عدل مین — ایضاً
شجر جنون جو بہار مین ہوا بار دار تو پھل لگے — اس نخل مین — ایضاً



تھا جو دل دروغ شروع سے اپنا زلف مین پھنسا تو ہوے
ہر فصل مین بخدا صنم مرے ہوش گم و حواس گم



ہم جانتے ہین گھر کہنے لگے وہ جو صبحدم — منھ آیا کلیجا مرا لب دم تو صبحدم
دم دم یہ کہکے وصل مین بیدم کیا کیے — جاتے دو جی جاتے دو نہ ہوئے دو صبحدم
دم دیکھے کہا ہمدم تم دم تو لو بولے — دم آیا بھر ہمارا ہٹو اب تو صبحدم
مین بولا کہ دم باز بڑے تم بھی صنم ہو — فرمایا نہ چھاتی کا مرے جم ہو صبحدم
جم جم کے کہا مین نے جمیگا نہ یہ اب رنگ — رنگ لا کے چلے روز تو جاتے ہو صبحدم
یہ نور کا تڑکا ہے جلا دل کو نہ کر طور — گھر کر مرا پر نور نہ کافور ہو صبحدم
موسیٰ نہین کرجاؤن جو غش مین ارشک حوالہ — ہون خاص نور نور اللہ نور ہو صبحدم
گل باغ سخن کا ہون و بیل غ ہے کلام — گر ہو و فور نور دور داغ ہو صبحدم

استاد سے فروغ سا حق حق ہو مہر دروغ — کہتا ہے انا الحق وانا الحق و صبحدم

ردیف ن

ہمارے خون سے ناحق وہ اپنے ہاتھ بھرتے ہین
خدا کے خوف سے مطلق نہین وہ شوخ ڈرتے ہین

یہ اُنکے ہجر مین عاشق کا انکے حال ہوتا ہے
کہ شب کو بیقراری ہے و دن روتے گذرتے ہین

ہمارا دم نکلتا ہے انھین اصلا نہین پروا
نہ پوچھین ہین کسی سے بھی کہ ہم جیتے کہ مرتے ہین

جنازے کو ہمارے دیکھکر یہ یار کہتا ہے
کہ اتنا رنج اسکے واسطے کیون لوگ کرتے ہین




معّد زمین ہمارے جو کہ تھا وہ روبرو آیا
ورد غ الزام ناحق اُسپہ یہ سب لوگ دھرتے ہین

وہ گل آج مستی لگائے ہوئے ہین
وسوسن کے دل کو لبھائے ہوئے ہین

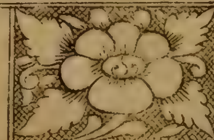
یقیناً کرینگے وہ خون آج صدہا
اسیواسطے پان کھائے ہوئے ہین

نہ خالی از علت ہے مہندی لگانا
قتل کا وہ بیڑا اُٹھائے ہوئے ہین

نہین کھولتے ہین جو دست حنائی
تو عاشق کے دل کو چرائے ہوئے ہین

جلانیکو اغیار و نکے دلکو ہم بھی
شمع سے لَو کو لگائے ہوئے ہین

کرے وہ جفا سنگدل لاکھ ہم بھی
تو پتھر کی چھاتی بنائے ہوئے ہین

یہ خوبی ہے قسمت کی میرے دروغا
کہ اب یار اپنے پرائے ہوئے ہین

وہ گلبدن جو آج چمن مین نہائے ہین
کیوڑے گلاب کی ندی نالے بہائے ہین

گلشن مین وہ گل آج جو سر سے نہائے ہین
تا خلد برین مُشک کے دریا بہائے ہین

ہنگام غسل آپنے گلی جو ایک لی
آب حیات کے تو سمندر بہائے ہین

چاہِ ذقن مین اُنکے طبیعت ہر باؤلی
تالاب غم مین سیکڑون ہی غوطے کہائے ہین

پڑہکر فسون سخن کا دروغ آج کل تو ہم
دل بیٹھ چلا تھا مگر اُبھار لائے ہین

وقت گفتار جو لب کھولتے ہین
سامع ہر بار گہر رولتے ہین

ہم تو سو بار اُن سے بولین پر
وہ تو اک بار نہین بولتے ہین

طوطی اُڑتی ہے عندلیب کی جب
جاکے گلزار مین ہم بولتے ہین

خار کہاتے ہین چمن مین سب گل
اپنے رخسار جو وہ کھولتے ہین

پتلیان جاتی ہین نرگس کی پھر
جب وہ دلدار چشم کھولتے ہین

ہوتا محجوب لالہ ہے جب ہم
سینۂ داغدار کھولتے ہین

دیکھے پیالۂ سمِ قاتل کا مجھے
یار دل کو مرے ٹٹولتے ہین

رکھکے میزانِ محبت مین تجھے
اے جان نثار ابھی تولتے ہین

بولتی مارتے ہین اُنکی دروغ
اُنسے اغیار جو گرہ بولتے ہین

ناز سے پہلو مین سر یار جو دھر دیتے ہین
جان نثار ہم بھی تو فی الفور ہی کر دیتے ہین

وصل دلدار کی قاصد جو خبر دیتے ہین
روپیہ پیسا تو کیا ہم اُنکو گہر دیتے ہین

چاہِ غبغب مین جو دل ہے تہ گرداب بلا
زلف جھٹکا کے وہ کر زیر و زبر دیتے ہین

اُنکے گیسو مین اُلجھتے ہین جو تار زنار
ٹکڑے ٹکڑے اُنہین ہم اسلیے کر دیتے ہین

بالیقین کشتی دوران نہ بچے گی ہرگز
آج طوفان کی خبر دیدۂ تر دیتے ہین

مانگتے ہین جو وہ کچھ ہم سے بوقت سنگار
مانگ بھرنیکو تو ہم اشک گہر دیتے ہین

وصل مین اپنی زبان کو جو وہ منھہ مین میرے
ڈال دیتے ہین تو بس شیر و شکر دیتے ہین

خواہش ہوتی ہے شبِ وصل مین اُنکو تو ہم
صدفِ اُنکی دُرِ نایاب سے بھر دیتے ہین

پھر بھی وہ مانگتے ہین کچھ تو یہ ہم کہتے ہین
لے مری جان ٹھہر لختِ جگر دیتے ہین

توڑ کے مندر و مسجد کو کعبۂ دل مین
رہنے کو اُس بُتِ کافر کو یہ گھر دیتے ہین

پھوڑین ناقوس کو ہم جان مؤذن کی بھی لین
ہم کو ایذا یہ بہت وقتِ سحر دیتے ہین

دو گھڑی وصل مین ہونے نہین پاتی ہے تمام
کہ یہ دونون دفعۃً بانگِ فجر دیتے ہین

منصرمِ ہجر کے دفتر کا بنا کر کے وہ
دشتِ منڈلہ مین ہمین رہنے کو گھر دیتے ہین

کب نکلتے ہین ہم اس دشت سے دیکھا چاہیے
آہ و نالہ مرے کب دیکھو اثر دیتے ہین

رونمائی مین دروغ اُس بُتِ یکتا کی ہم
دین و ایمان و تن و جان ہدیہ کر دیتے ہین

ہمسری دل سے کرین میری جلن مین مرچین
جو تو فی النار ہون بس چشمِ زدن مین مرچین

مچھلیان بالونکی اُس قد مین دکھین جس کو بھی
بول اُٹھا کہ لگین سرو چمن مین مرچین

آئینہ خانہ مین رکھ اُنگلی رُخ پر یہ کہا
دیکھو بوئی ہین اب سیبِ ذقن مین مرچین

بے زبان ہین دہنِ زخم کہین درد جو تو
چارہ گر بھر دے مرے زخمِ کہن مین مرچین

عشق نے چرب زبانی جو ہے مارا مجھکو
بُونا تو دوستو مرے مدفن مین مرچین

سُرخی پان لبِ شیرین کو مین در بادہ خوری
سمجھا مطلب کیلیے اُسکے دہن مین مرچین

دھوم ہے چرب زبانی کی تمھاری بھی دروغ
بُو دو تم از سرِ نو کشتِ سخن مین مرچین

دیکھ لو تو عظمتِ شانِ امیر المومنین
ہین تو کافر بھی ثناخوانِ امیر المومنین

جن و انس و وحش و طیار رہوا کا ذکر کیا
ہین ملائک زیر فرمان امیر المومنین

کون ہے جسکا نہین اُنکے سر تسلیم خم
نوح بھی ہین زیر احسان امیر المومنین

مغفرت و عیش و عشرت فتح و نصرت سلطنت
پاتے ہین جو ہین غلامان امیر المومنین

عُسرت و صبر و قناعت زہد و فقر و اتّقا
یہ تو ہین سب ساز و سامان امیر المومنین

جنگ عصیان کا بروز حشر کچھ خطرہ نہین
ہین مرے ہاتھو مین دامان امیر المومنین

ایسے اہل بغض پر ہم بھیجتے ہین تین حرف
جو ہین در پردہ حسودان امیر المومنین

صدقے ہم اُن کافرونکے یا خدا کیونکر نہ ہون
جان و دل سے ہین جو قربان امیر المومنین



ہے دعا میری یہی شام و سحر اُس سے دروغ
ٹھیرون مین از راستبازان امیر المومنین



ہون مبتلا مین خود مجھے میری خبر نہین
رہ بیخودی مین ہوش و خرد کا گذر نہین

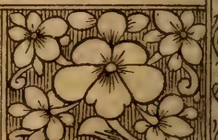
آزار عشق کا مرے پیدا ہوا علاج
بے وصل یار اور دواے چارہ گر نہین

اُڑ کے مین ایک آن مین اے جان پہونچتا
پر ہاے یہ ملتا تھا کہ میرے تھے پر نہین

ہو کر پری کی قوم خبر لی نہ آج تک
تجھسا تو کوئی دوسرا اے بیخبر نہین

گر حال یہ رہا مرا کچھ روز اسی طرح
کرنا یقین دل تن و جان و جگر نہین

صورت تری جو آج یکایک نظر پڑی
سمجھا کہ صبر و آہ مرے بے اثر نہین



ہون چاہ مین مین قید تری چاہ سے دروغ
شکوہ گلہ کہ اُف مین کرون وہ بشر نہین



ردیف - واو

آیا جو میکدہ مین مرا یار رات کو
برجِ قمر تھا خانۂ خمار رات کو

شرما کے میرے پہلو سے دلدار ہٹ گیا
بوسے کا مین ہوا جو طلبگار رات کو

یاد آگئی حلاوتِ شہد و نبات و قند
بوسے جو اُسنے دیدیے دو چار رات کو

دزات تھا جو ابروِ خمدار کا خیال
پیشِ نظر تھی خواب مین تلوار رات کو

خاموش مجھکو دیکھ دروغ اُسنے یہ کہا
کیا ہو گئی کسی سے تھی تکرار رات کو

کہین فرہاد و شیرین کی طرح مشہور مت کیجو
کہین تو قیس کے موافق مجھے رنجور مت کیجو

گرا کر اے پری بہرِ خدا نظرون سے تو اپنی
کہین آئینۂ دل کو مرے تو چور مت کیجو

کیا ہی وصل سے جو خوش تو اے آرام جان ہرگز
غمِ فرقت سے سینہ پر مرے ناسور مت کیجو

دعا کرتا ہے روز و شب یہ بندہ اُسکی درگہ مین
کہ پونہچا کرکے اُس جا پر کبھی تو دور مت کیجو

جفائین جو کہ جھیلی ہین دروغ اُس بُت کی الفت مین
وفا کا دم جو بھرتے ہو کہین مذکور مت کیجو

صاف کیون ابروے شمشیر اپنی کرتے ہو
قتل کی کسکے یہ تدبیر اپنی کرتے ہو

خارِ حسرت ہی کھٹکتا دلِ پُر درد مین لیک
تم نہ سیدھی نگہِ تیر اپنی کرتے ہو

مین کرون شکوہ تو ہر بات مین اُلٹے مشفق
میرے جانب ہی کو تقصیر اپنی کرتے ہو

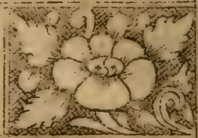
جادو کرتے ہو سحر کرتے فسون یا کہ طلسم
بات کی بات مین تسخیر اپنی کرتے ہو

مین اکیلا ہی نہین ہے ترا شیدا عالم
دل مین ہر ایک کے جاگیر اپنی کرتے ہو

بندہ بے دام بنا جب مری طوقِ گردن
ناز سے زلفِ گرہگیر اپنی کرتے ہو

سکتہ ہو جاتا ہے دونون کو مقابل جسدم
مہ و خورشید کی تصویر اپنی کرتے ہو

ناز و انداز سے [illegible] قتل کیا کرتے ہو
خوب بیرحموں میں تشہیر اپنی کرتے ہو




سفلہ و مبازر سے رکھتے ہو جو صحبت تو فروغ
آپ خود ہاتھ سے تحقیر اپنی کرتے ہو

پھرتا تری تلاش میں ہوں میں کو بکو
ہر چند پر نہ آیا کبھی تو تو رو برو

قاصد ترا گذر ہو جو محفل میں یار کی
کرنا بیان حال مرا تو تو ہو بہو

ہوتی مرے سوال میں ہیں موشگافیاں
پوری مراد غیر کی ہوتی ہے مو بمو

حیران و پریشان ترا کشتۂ نگاہ
پھیلا کے آنکھ دیکھتا ہے تو سو بسو

ہے جان لب فراق میں تیرے ترا قتیل
باور نہ ہو تو دیکھ لو جا اب تو دو بدو




چشموں سے اشک کی ہے جھڑی یا کہ اے فروغ
ہے عالم برسات وہیں ملتے تو جو بجو

روز مجھ پہ ستم ایجاد کیا کرتے ہو
دل کو لیکے مرے برباد کیا کرتے ہو

لاکھ تدبیر میں کرتا ہوں کہ تم شاد رہو
بے سبب تم مجھے ناشاد کیا کرتے ہو

جان نثاری کی مری داد تو دیتے ہو نہیں
ہاں جو کرتے ہو سو بیداد کیا کرتے ہو

بھول جاتے ہو مری جان مری جانبازی کو
نو بہ نو طرز جفا یاد کیا کرتے ہو

صحبت غیر میں کرتے ہو مرا ذکر تو تم
بخدا فتنۂ بنیاد کیا کرتے ہو

کرکے ویران نشیمن دل بلبل کا اے گل
آشیان زاغ عدو آباد کیا کرتے ہو




آہ و افغان ظلم سے انکے جو میں کہتا ہوں فروغ
کہتے ہیں تم او نہیں فریاد کیا کرتے ہو

ردیف ہائے ہوز

لگا ہے دل جو اب اُس شوخ ستمگار کے ساتھ
تو ظلم ہم یہ ہے اور لطف ہے اغیار کے ساتھ

خیالِ یار کا یہ تار بندھا آنکھون مین
کہ مردمک بنا جا نرگسِ بیمار کے ساتھ

تجھے برسنا جو ہے ابر جا تو اور کہین
نہ چھیڑ چھاڑ کران چشم اشکبار کے ساتھ

ہوا نصیب اک بوسہ کبھی دھوکے مین
پڑا ہے پالا ہمین سخت کس عیار کے ساتھ

کیا جو معجزہ شق القمر محمدؐ نے
وہی ٹکڑے ہین ملے آترے رخسار کے ساتھ

دکھا کے چھاتی کی بھٹنی ورکھ حجاب سے ہاتھ
کہا یہ فالسہ پیوند ہے انار کے ساتھ



دروغ سُنکے یہ بولا کہ لطف ہووے اگر
تری صدف ہو مرے لولو شہوار کے ساتھ



درد دل کو نہ کیون کہون مین آہ
جور غم تا بکے سہون مین آہ

تری افشانکے دھیان مین اے جان
پھوڑون کیون سر نہ جان دون مین آہ

جب سے تیری نگہ پھری مجھسے
کیون نہ سرگشتہ ہو پھرون مین آہ

حسرتِ دید اُس کی مژگان مین
کیون جنُون تنکے نا چنون مین آہ

بیٹھے اغیار جبکہ اُنکے پاس
ہو خجل بسکہ اُٹھ چلون مین آہ

ہنسکے بولے رقیب سے وہ شوخ
دیکھ یہ روکے چپ رہون مین آہ

غیر کے ہاتھ سے وہ بیڑا کھائین
رشک سے اپنا خون کرون مین آہ

غیر سے شمع رو لگائے لَو
آتشِ رشک سے جلون مین آہ



سودۂ زلف مول لے کے دروغ
پھر بلا اپنے سر یہ لون مین آہ



ہو گیا ہم کو غضب ہی اُس پری سے واسطہ
ہے جسے درزات بس فتنہ گری سے واسطہ

زلف ہے ناگن بلا کی ہاتھ پر آتی نہین
ہون یہین عمل حب کرنا لیک وہ جادو نگاہ
کہتے ہین مجھسے پھنسا کے دلکو پیچ زلف مین
بیٹھ کے در مین دریچہ کے وہ تیر ناز سے
ناصحا بہر خدا کرتا ہے کیا لاف و گزاف

گو مجھے حاصل ہے سحر سامری سے واسطہ
رکھتا ہے حق مین مرے کینہ وری سحر واسطہ
ہے نہین ہم کو کسی کی دلبری سے واسطہ
رکھتے ہین عاشق کے وہ سینہ دری تک واسطہ
رند راہ عشق کو کیا رہبری سے واسطہ

سروری عشق حبیب سے ہے ملی مجھکو دروغ
کہتری سے ہے نہ کچھ ہے مہتری سے واسطہ

دیکھیے کیونکر ہو میرا اور قاتل کا نباہ
نیم شب زاری ہو اور اختر شماری نیم شب
ہووین روز و شب بسر برسون مری جب اسطرح
بیدلی ہر دم مجھے اُن کو دل آزاری سے کام
ہے اگر عاقل مرا وہ دشمن جان خیرہ ہو
مفسدہ پرداز غیرون نے ہے ڈالا دل مین میل

ہے بہت مشکل تو اب اس نیم بسمل کا نباہ
نیم جان دن بھر ہے ہوتا آہ اس دلکا نباہ
کسطرح ہووے تو پھر اس سخت مشکل کا نباہ
یا خدا ہو عمر بھر کس طور بیدل کا نباہ
ہے مگر دشوار تر دنیا مین جاہل کا نباہ
ہاے وہ دن کیا مجھے عجب تھا کہ ہل کا نباہ

بات جو کہتے ہین ہوتی راست ہو اک تو دروغ
سچ ہے دس مین کیسے ہو حرکات باطل کا نباہ

تھی پہلے تو مجھ سے محبت زیادہ
کرین کیون نہ مجھسے وہ نفرت زیادہ
قبیح دیکھے جاتے ہین ہر طور سے اب
دقیقے نکلتے سخن کے ہین میرے

ہے اب غیر سے اُنکو الفت زیادہ
وہ رکھتے ہین غیرون سے صحبت زیادہ
ہے ہر طرح جسمے اب قباحت زیادہ
ہے ہر بات مین مجھکو دقت زیادہ

کبھی بوسہ مانگا تو کہتے ہین مجھسے
ترے مانگنے کی ہے عادت زیادہ
جرح کے سوالات کر زخم دل پر
وہ کہتے ہین میرے جراحت زیادہ
ہے عہدِ عدو پھر تو ہو عدل کیسے
کرون جاکے کس جا عدالت زیادہ
زمانہ ہے شری فسادی اسی سے
ہے اُس شوخ کی بھی شرارت زیادہ

دروغ اُسکے دم مین نہ آ مان کہنا
ہوا ہے وہ اب بے مروت زیادہ

ردیف ی

دل لگتا نہین گفتگو بھاتی ہے کسی کی
ہر سو مجھے صورت نظر آتی ہے کسی کی
افسوس نہ ہوگا مرا دل غیر پہ مائل
ان آنکھون مین صورت نہ سماتی ہے کسی کی
عاشق ہوا ہون مین تو شہِ حُسن کا جب سے
صورت نہین تد نظر آتی ہے کسی کی
مین جانتا ہون خوب کہ کیا میرا حال ہے
خواہشِ وصال مجھکو گھلاتی ہے کسی کی

کرتا ہون مین دروغ دعا شام و سحر یہ
کب شکلِ منور نظر آتی ہے کسی کی

تنِ لاغر مین اے پیارے فقط اِک جان باقی ہے
اور اُسمین وصل کا تیرے فقط ارمان باقی ہے
مے گلگون کا چلتا دور ہے اُس گل کی محفل مین
نہین جمتا ہے رنگ اپنا یہ کیا نا اتفاقی ہے
سُنا ہے وصلِ گل سے بہرہ ور بلبل چمن مین ہے

مہیّا عیش و عشرت کا کیے سامان ساقی ہے
خزان کے آنے سے بلبل کا نغمہ ہو گیا کافور
وصالِ گُل کب ہوئے گا فقط یہ تان باقی ہے
بہار آمد و وصلِ گُل سے بلبل ہو گئی خوش دل
دروغ اِک حسرتِ دیدار مین ہر آن باقی ہے

رخِ روشن جو وہ اپنا دکھاوے
مرے خوابیدہ بختون کو جگا دے
جو قاصد وصل کا پیغام لاوے
تو دل میرا اُسے بیشک دکھاوے
نہ پیشِ یار سر اپنا جھکا دے
سرا شمشاد کو بیشک صبا دے
جو چمکے کان مین اُس بُت کے بجلی
یقین ہے برق کا خرمن جلا دے
قدم رنجہ اگر ہووے وہ گلرو
تو میرے خانہ کو جنت بنا دے
حیا سے ماہ چھپ جائے شفق مین
صنم چہرے سے بُرقع گر اُٹھا دے

دروغ اپنی دعا ہر دم یہی ہے
مِرے دلبر سے وہ مجھکو ملا دے

اک روز مین نے دیکھا اُس شوخ کو بیٹھے۔ کوٹھے پہ ادا سے
دل مین مرے آیا لون شوق سے بوسے۔ پر اُسکی رضا سے
اتنے مین وہ بولا یہ کون کھڑا ہے۔ اس بام کے نیچے
مین نے کہا اسیر ترے زلف کا پیارے۔ بولا کہ بلا سے
مین بولا مکرّر سُن سرو و صنوبر۔ دل مین ہے مرے یہ
لگ جاؤ گلے سے کوٹھے سے اُتر کے۔ اب مہر و وفا سے

کچھ رحم ہین آیا تب مجھکو بُلایا - اور پاس بٹھایا
دل شاد کیا میرا چھاتی سے لگا کے - اِک نئی ادا سے
پُر ہو گیا دروغ مئے وصل سے اُسکے - اب جام لبالب
اُس شوخ کا مجھ سے اب ہجر نہ ہووے - منت ہے خدا سے

ہماری اور تمھاری جب کبھی وہ بات ہووےگی
کہ جب سینہ بسینہ لب بلب ہوگا صنم اپنا
صنم جسدم نقاب اپنی کو چہرے سے اُٹھا دے گا
بیان کرتا ہون اب مین حال اپنی بیقراری کا

خدا جانے کہ اُس دن کس مزے کی رات ہووےگی
رقیبون کو تو رنج ہوگا ہمین شبرات ہووےگی
چمک اُن رات کی چہرے پہ اُسکے مات ہووےگی
کھلینگے ہجر کے دفتر جب آدھی رات ہووےگی

دروغ اپنی بھی ساری مشکلین آسان ہوینگی
کہ جسدم اُس پری پیکر سے دو اِک بات ہووےگی

جب صنم کے وصل کی تدبیر آدھی رہگئی
یاد فرقت مین جو آئی چہرۂ پُر نور کی
صاف رخسارے کا بوسہ جب لیا تکرار کی
یاد آئی چہرہ دروغ گلو و سینہ کی

دل پہ میرے کھینچ کے بس شمشیر آدھی رہگئی
کھنچتے کھنچتے ماہ کی تصویر آدھی رہگئی
اے دل نادان تیری توقیر آدھی رہگئی
تا کمر کھینچ کر کے بس تصویر آدھی رہگئی

اے خدا اب وصل دلبر کا نہین ممکن دروغ
اب ہماری آہ کی تاثیر آدھی رہگئی

یاد کل رات مجھے تیری جو آئی پیارے
مجھسے صادر ہوئی حق مین ترے تقصیر تھی کیا
کچھ قصور آپ کا نے گردش دَوران ہے میری

شور و غل مین نے کیا دھوم مچائی پیارے
رات مجلس مین جو کی ہمسے رُکھائی پیارے
ہمسے ہر وقت جو کرتے ہو لڑائی پیارے

گرچہ تمکو نہ مجھے وصل سے خوش کرنا تھا
راہ و رسم ایسی تو کیون ہمسے بڑھائی پیارے

بعد مدّت کے شبِ وصل ہوئی ہمکو نصیب
وہ بھی باتون مین تو سب تمنے گنوائی پیارے

مُنھ چھپائے ہو صنم ہم سے تو تم ناحق کو
ہم نے کیا بات نہین تمکو بتائی پیارے



دین کار کھا نہ اُسکو نہ تو دنیا کا اُسے
اگر دروغ سے کی تمنے جدائی پیارے



دھیان مین اُن انار دانون کے
روزے لوٹے ہین مسلمانون کے

چلّے کھینچے ہین اب کمانون کے
قتل کرنے کو نوجوانون کے

وہ مسیحا جو گھر مرے آئے
دن پھر آئے ہین شادیانون کے

زخم دل کے لے آئے ہین انگور
دیکھو اب زور ناتوانون کے



سخت پستان دروغ اُنکی دیکھ
دل دھڑکتے ہین پہلوانون کے



ن
پنجشم

مین خیر مین ہون اُسکی تو وہ میری شہر مین ہے
اندھیر بڑا کتنا یہ اُس کہ نگر مین ہے

چھٹکائی زلف اُسنے تو یان دردِ سر مین ہے
کھا پیچ و تاب دل پڑا زیر و زبر مین ہے

وہ جامِ جم شیشۂ گردن نظر مین ہے
آبِ حیات پُر لبِ رشکِ قمر مین ہے

دندانِ تابدار صنم کے فراق مین
دل پانی سمندر کا اُس آبِ گہر مین ہے

نخلِ قدِ جانان مین جو پستان اُبھر آئے
کیا ہی بہار اُس شجرِ پُر ثمر مین ہے

جانا کہ کرونگا مین بہت ضد وصال کی
پہلے سے لگے کہنے مرے دردِ سر مین ہے

ق

سُنکے یہ بہانا دلِ پُر درد نے کہا
مجھکو نہین خبر کہ ترے دردِ سر مین ہے

احوالِ دردِ سر کو نہ عاشق سے تم کہو
وہ خود کنارِ گور مین شام و سحر مین ہے

عتاب لب کا بوسہ اُسے جلد ایک دو
جان بیقرار اُسکی نہین تو سفر مین ہے

ناحق کو ڈھونڈھنے اُسی سب رجاتے ہین
اُسکا مکان تو میرے دل بیخبر مین ہے

بھٹکا بہت تلاش مین کیون تو بھی اے دروغ
وہ تو رہا چھپا ہوا تیرے جگر مین ہے

گر خون کو گلستان مین گل کا بستر چاہیے
عاشقون کے واسطے خار و نکا بستر چاہیے

میرے گلرو کو چمن مین گل کا بستر چاہیے
ہون مین عاشق مجھکو تو خارونکا بستر چاہیے

اُس پریرو کو مے گلگون کا ساغر چاہیے
عاشقون کو تو سم قاتل کا ساغر چاہیے

عاشقونکو خشک نان اور اُس سلیمان وقت کو
مال و زیور جاہ و حشمت تاج و چھتر چاہیے

ہو گیا سودا مجھے اُس مہ جبین کو دیکھکر
توڑنیکے واسطے سر ایک پتھر چاہیے

ہے نہین آسان لگانا لو شمع رُویونکے ساتھ
جو ہر دل کھولنا تو دل جلا کر چاہیے

خلق کو پیدا کیا جسنے ہمارے واسطے
اُسکے عاشق کو نہین ہرگز طمع زر چاہیے

چاہنا پھولونکا بستر ہے تو خود بینی صریح
آئنہ تیرے لیے اے نیک اختر چاہیے

خاک سے الفت رہی ملنا ہے اک دن خاک مین
ہون بنا مین خاک سے خاک ہی بستر چاہیے

چار گوشو نمین مرے حامی رہینگے چار یار
پانچوان حامی مجھے میرا پیمبر چاہیے

باغ جنت مین نہ جائینگے کبھی بے چار یار
صاحب لولاک لیکن اپنا رہبر چاہیے

ہون مین بندہ اُسکا جسکا بندہ پرور نام ہے
اُس سوا مجھکو نہین کوئی تو انگر چاہیے

ہے تمنا رات دن لیکن یہی دل مین دروغ
دل لگا جس یار سے بس وہ ہی دلبر چاہیے

اُس پریرو کا ہوا سودا مجھے
عشق نے اُسکے کیا رسوا مجھے

کیون نہ لائی اُس پری کو تو اُڑا
کر اسیرِ زلف پیچان کا ترے
چھوکی زلف اپنی بپا فتنہ کیا

چل ہوا ہوا اے صبا دیکھا سب تجھے
کس بلا مین دل نے ہے ڈالا مجھے
تھا ستم کی چال نے چلنا تجھے

ہاں چھیڑ زیادہ بس نہ اُسکو لے دروغ
رشک سے گالی وہ ہے دیتا تجھے

بہتے جو نہ دریا یہ مرے چشمِ روان سے
وہ چونک اُٹھے جبکہ مری آہ و فغان سے
اے چرخ سیہ دل سیہ کاری سے تو باز آ
کرتے ہین صفا آج جو وہ ابرو و مژگان
تعزیر یہی عاشق ابرو و مژہ ہے
فریاد نہ کی ڈر سے کہ بے چین نہ ہو وین
آثار عشق ابرو و مژگان کے عیان تھے
ہرگز نہین ممکن ہے کہ درد آ سے بتون کو
عاشق کو رہا اُنکے قلق یہ تمام عمر
بس خاتمہ حجاب کیا اُسنے شبِ وصل

مخلوق خدا لاتے تو پانی کو کمان سے
بولے کہ اسے دور کرو جلد یہان سے
اب بھی کہ چھیڑا اچھی نہین غم زدگان سے
عشاق ہونگے قتل سبھی تیر و کمان سے
ہو قتل وہ بس آج تری تیر و کمان سے
وہ چونک اُٹھے تو بھی مری آہ و فغان سے
طفلی مین بھی کھیلا جو مین تو تیر و کمان سے
وہ چونک اُٹھے لیک مری آہ و فغان سے
وہ چونک اُٹھی آہ مری آہ و فغان سے
پردہ بھی بے حجابی مین تھا آرمان سے

جان و دل و مال و تن و دین نذر ہین دروغ
ہان وہ بتِ کافر جو کرے اپنی زبان سے

مرے آغوش سے وہ فتنہ گر جسدم نکلتا ہے
نہ کرنا عشق انکی زلفِ پیچان کا دلا ہرگز

سسکتی ہے تمنا آرزو کا دم نکلتا ہے
بلا یہ وہ ہے جسمین پھنس کے کوئی کم نکلتا ہے

جیسے ابرِ سیہ کہتے ہین وہ ہر برس دنیا مین
کوئی گھائل کوئی بسمل کوئی پامال ہوتا ہے

تمھارے کشتۂ گیسو کا ماتم نکلتا ہے
کبھی جو سیر کو وہ ابروے پر خم نکلتا ہے

طلب بوسہ جو کرتا ہون درد اُسے مین خلوت مین
مرے آغوش سے باہر وہ ہو برہم نکلتا ہے

یاد آتی ہین کسی کی دیدۂ جادو مجھے
شوق سے رکھ لون تری تلوار گردن پر ابھی
درد فرقت کا ہمارے اندنون یہ زور ہے
عمر بھر کھایا کیا مین دل مین کیا کیا پیچ و تاب

شکل دکھلاتی کسی کی دیتی ہے ہر سو مجھے
جو دکھا دیوے تو لے قاتل خم ابرو مجھے
کل نہین پڑتی کسی کروٹ کسی پہلو مجھے
وصل مین اکرم لگے تھے جو گلے گیسو مجھے

جاتا مین بستی سے صحرا مین جو درمان کے لیے
آنکھ دکھلاتے درد غا بچۂ آہو مجھے

ہوا عشق زلف دوتا چاہتا ہے
دوانی یہ ہے ہجر مین چشم تر کی
ندی راہ نالہ کو وحشت سے مین نے
ڈھونڈھا دل ہر کوچۂ زلف کو دل
حباب آسا پستان کا ہو آشنا
نہ کھا غوطے بحر کمر مین دلا

غضب دل بلا مین پھنسا چاہتا ہے
کہ سیلاب ہو کر بہا چاہتا ہے
کہ چرخ برین اب ہلا چاہتا ہے
جو چاہ ذقن مین گرا چاہتا ہے
ورطۂ ناف سے جا ملا چاہتا ہے
کیون تو راہ عدم مین گما چاہتا ہے

درد غ آگے ہے کشتی وصل لے چڑھ
کنارے یہ تو بھی لگا چاہتا ہے

بوسہ دینے مین مری جان قباحت کیا ہے
غیر کوئی نہین یان شرم کی حاجت کیا ہے

نقدِ دل تمنے نہین میرا چرایا تو پھر
آنکھ نیچی ہی کیون اور منھ پہ خجالت کیا ہے

دل ہمارا لیکے مجھے رنج و محن دیتے ہو
ایسون سے داد و ستد کر نہین راحت کیا ہے

ہم سنا کرتے تھے ہین آپ بڑے دل کے سخی
ایک بوسہ بھی نہ دینا یہ سخاوت کیا ہے

کہتے ہر دم تھے یہ مجھسے کہ ہون مین تیرا رفیق
غیر کے ساتھ جو ہو تو یہ رفاقت کیا ہے

دم تو لینے مجھے دم بھر تہ خنجر نہ دیا
قتل کے بعد تو قاتل یہ ندامت کیا ہے

شام سے زلف کے خاطر نہ پریشان ہو دروغ
یہ بلا اُڑ کے لگے گی تری شامت کیا ہے

ہم کو ہر وقت ستانیکی یہ عادت کیا ہے
باعثِ رنج ہے کیا اور عداوت کیا ہے

غیر کے پہلو مین بیٹھو و کرو ہم سے حجاب
بے حیا آپ کی کیسی ہے و غیرت کیا ہے

شاہرہِ عام پہ رہتے ہین کھڑی بام پہ آپ
نام سر نام ہے کیا آپ کی شہرت کیا ہے

نامہ بر جاکے مرا دیوے کچھ سلام و پیام
آپ دشنام دین یہ آپ کی خصلت کیا ہے

فقرہ اس پر کسے کیون رقیبِ نا فرجام
معاملہ یہ مرے صاحب تو سلامت کیا ہے

ارے تجے صاحب و سلامت ہین بھی آیا ہے فرق
پوچھیے یہ کون کہ غمگین کی حالت کیا ہے

غیر پہ لطف و کرم مین تو نہین دیر دروغ
آرزو مین جو کرون تو کہین عجلت کیا ہے

مخمسہ اول بر غزل جناب نواب معلی القاب مرزا داغ صاحب ملک الشعرا از نتیجہ فکر جناب حافظ مرزا محمد رسول بیگ صاحب حافظ رئیس جبل پور

ہم تو مرنے پہ بھی ہین آہ کے بھرنیوالے
سوزِ دل جسم کو اب خاک ہین کرنیوالے

حال کچھ سُن لے قدم قبر پہ دھرنیوالے | پوچھتا جا مری مرقد پہ گذرنیوالے

کیا گذرتی ہے تری جان پہ مرنے والے

تم ہمین بھولے ہو ہم تم پہ ہین مرنیوالے | ہو ستم پیشہ نہین تم حد سے گذرنیوالے
آفرین حشر کی پرسش سے نہ ڈرنیوالے | مرحبا اے دل و دین لیکے مُکرنیوالے

ہاتھ کانون پہ مرے نام سے دھرنیوالے

دستِ نازک نہ دُکھین حنا بین کرتے ہو کیا | خونِ عاشق کا نہ دامن سے چھٹیگا دھبا
مانیو بات مری داغ نہ ہے راست کہا | داغِ دل داغِ جگر نقشِ جفا نقشِ وفا

نہ مٹائے سے مٹین گے یہ اُبھرنیوالے

دل کے لینے کے لیے دم دیے تمنے کیا کیا | اب ہر اک بات پہ کہتے ہو یہ کب ہمنے کیا
ہاتھ ملتا ہون کہ افسوس نوشتہ نہ لیا | یہی اقرار یہی قول یہی وعدہ تھا

او دغاباز فسون ساز مُکرنے والے

عہد کرکے نہ وفا کرنا بہت ہی معیوب | شاید آسایشِ عقبیٰ نہین تمکو مطلوب
حق کریگا تمھین وعدہ شکنون مین محسوب | آپ محشر مین بہین قول کر سچّے کیا خوب

اونگلیان اوٹھین گی وہ آئے مُکرنیوالے

ہم کلامی کرے عاشق سے تمھاری یا پوش | ساکت اسطور سے بیٹھے رہو گویا نہین ہوش
بل نہ ابرو مین پڑین غصّہ نہو آے نہ جوش | گالیان غیر کو دیتا ہون سنو تم خاموش

مین بھی دیکھون تو بُری بات نہ کرنیوالے

کل حسینون مین اسیکا ہے رواج ای زاہد | اسکے عاشق کا نہین کوئی علاج اے زاہد
دوستانہ تجھے سمجھاتا ہون آج اے زاہد | دخترِ رز ہے بہت تیز مزاج اے زاہد

تیرا کیا منھ ہے اسے بھرتے ہین بھرنیوالے

تھی تجسس تمھین جنکی اُنھین تیلا ہو نین
یہی حافظ سے کیا کرتی ہین تُو مین مین
یہ تعجب ہے کہ پہچانتے اب تک نہین این
داغ کہتے ہین جنھین دیکھیے وہ بیٹھے ہین

آپ کی جان سے دور آپ پہ مرنیوالے

خمسۂ دیگر بر غزل جناب نواب معلی القاب مرزا داغ صاحب ملک الشعرا

از نتیجۂ فکر جناب حافظ محمد مرزا رسول بیگ صاحب حافظ تحسین جبل پوری

نت نیا آئے گا ہر روز پھپھولا کس پر
ہاے بیتابی مین اب ہاتھ دھرونگا کس پر
دو نگا مین مرہم زنگار کا پھاہا کس پر
دوستی کا ہو زمانے مین بھروسا کس پر

تو مجھے چھوڑ چلا اے دل شیدا کس پر

دم مین آؤ نہ رقیبونکے چڑھے سر پہ جن
کسطرح سے تمھین سمجھاؤن ابھی ہو کمسن
آہ مین کھینچون دعا مانگو کہ آئے نہ وہ دن
امتحان نالۂ دل کا تو و کھا دون لیکن

یہ تو سمجھو کہ فلک ٹوٹ پڑے گا کس پر

کج ادا سنگدل و کاذب و کافر میخوار
بے وفا ظالم و بیدرد عہد شکن دل آزار
زشت خو زشت منش زشت شیم زشت شعار
فتنہ پرداز دغا باز ستمگر عیار

ہاے افسوس دل آیا بھی تو آیا کس پر

ایک فرہاد ہین شیرین پہ جو اِتراتے ہین
حور و غلمان تو فقط شیخ ہی کو بھاتے ہین
مجنون پاگل ہین جو لیلےٰ پہ مری جاتے ہین
یون تو معشوق گل و شمع بھی کہلاتے ہین

دیکھنا یہ ہے کہ مرتا ہے زمانہ کس پر

خبر تیغ زنی عام ہوئی ہے جب سے
سر جھکائے ہوئے حافظ بھی ہیں بیٹھے کب سے

دل کے دل آتے ہیں جانبازوں کے اندر کب سے
داغ جائے تو ہیں مقتل میں چادل اب سے

دیکھیے وار کرے وہ ستم آرا کس پر

تقریظ از نتیجۂ فکر شاعر نازک خیال و ناثر باکمال جناب حافظ مرزا محمد رسول بیگ صاحب حافظ رئیس جبل پور و یار قدیم و مونس ندیم جناب منشی دامودر داس صاحب منصرم مصنف دیوان ہذا

بنام ایزد کہ در جہانِ ناکامی کوس لمن الملک بنامم نواختہ اند۔ و در دیار نامرادی تشریف جہانداری۔ بر قامتم قطع ساختہ۔ و لم مالا مال تفکرات گوناگون۔ و سینہ ام ہمراہ ترددات بوقلمون۔ دستم بر دل و پایم در گل۔ مگر ہمتِ مردانہ را نازم کہ باہمہ موانع۔ حوصلۂ تعریف و توصیف دیوانے بدل ارم کہ ہر مصرع اُو برمہ نو چشمک زن است و ہر غزلش گویا طوطیِ شکر شکن اگر بیاضش از گردنِ حور است۔ سوادش ہم پارۂ از شبِ دیجور است۔ و چرا چنین نباشد کہ نتیجۂ فکر رسای آن شاعر بے ہمتا است کہ اُستادان این فن بہ پیشش زانوے ادب تہ میکنند۔ و کہنہ مشتاقانِ سخن بہ شاگردی طبع جوانش۔ بر خودمے نازند۔ عقدہاے مالاینحل بہ پیش طبع دقاوش مضمون پیش پا افتادہ اند۔ و جوہریانِ

سخن از شنیدن اشعارش دل از دست دادہ کلامش فلک اساس است نامش
جناب منشی دامورداس صاحب منصرم متوطن کانپور کہ از لوروشق سخن
دروغ تخلص میکنند بزم شعرا را از ذات والاصفاتش فروغے حاصل است
و کلامش احسنہ و اکذبہ را مصداق کامل ندانم کہ بہمہ کثرت کار سرکار کہ او را
در پیش است چگونہ بفکر سخن می پردازد۔ و جان نو بہ پیکر الفاظ مے اندازد۔
و ہر آئینہ وجودش از مغتنمات است۔ و ذاتش غنی از صفات۔ لہذا ختم

بر دعاے میکنم

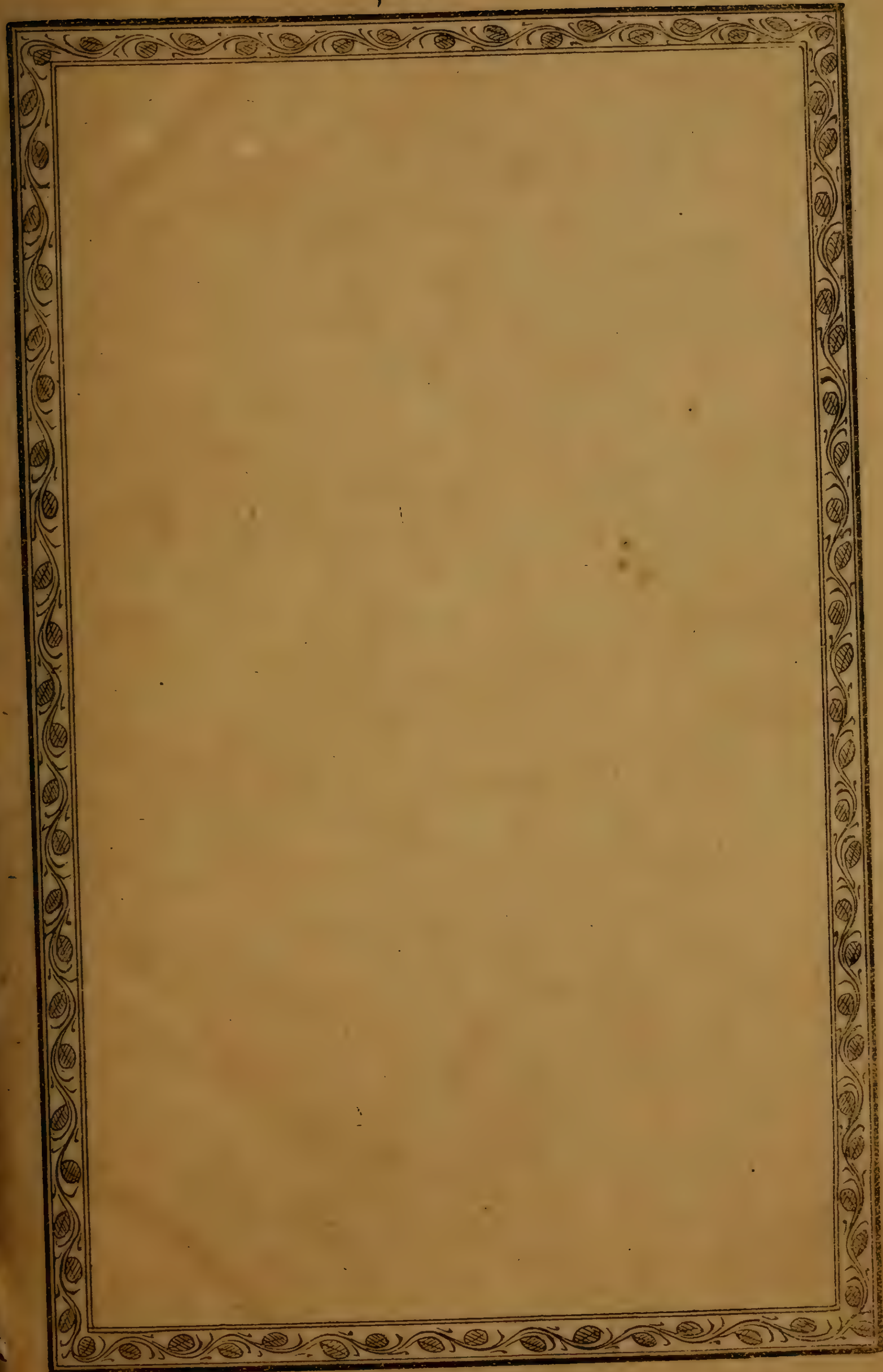
دعا

الٰہی تا بود در دہر قدر شعر را رونق
دروغ نکتہ پرور در جہان باشد خوش و خرم
بماند نام استادان پیشین بر زبان باقی
ہمیشہ باشد از تصنیف او نام و نشان قائم

قطعۂ تاریخ

بوے گل سے جو پر دماغ ہوا صبحدم - واللہ
دل مرا شاد و باغ باغ ہوا صبحدم - واللہ
روے گل دل میں لے دروغ بسا تیرے جب
دور درد جگر کا داغ ہوا صبحدم - واللہ
۶۱۹

تمام شد دیوان دروغ





اعلان

شائقین شعر و سخن کو

نوید تازہ ہو کہ اِس

زمان بہار توامان مین سرآمد ناظمان شیرین

مقال جناب منشی وامورداس صاحب نے

بعرقریزی و محنت و جانفشانی دیوان ہذا کو تصنیف فرمایا ہے

اور حق تصنیف بموجب قاعدۂ سرکاری محفوظ ہے یعنی باضابطہ حق

اسکا داخل رجسٹر گورنمنٹ ہے لہذا کوئی صاحب بغیر اجازت نیازمند کے

قصد طبع نہ فرماوین ہان جسقدر نسخے مطلوب ہون بہ نشانات ذیل طلب فرماوین

مطبع انتظامی کانپور محمد عبدالواحد مہتمم مطبع۔

(بابو موہن لال ماسٹر مشن اسکول رام گنج بر مکان بابو

کیشوناتھ کھتری کمیشن ایجنٹ چوک کانپور)

(گنیش پرشاد

سوداگر

کمانی دروازہ جبل پور)

صحیح	غلط	سطر	صفحہ
[illegible]	سست	١١	٢٥
[illegible]	[illegible]	١٨	٢٩
گستاخ	گستاخ	١١	٣٠
[illegible]	[illegible]	١٥	٣٠
[illegible]	[illegible]	١٨	٣٤
[illegible]	[illegible]	٥	٤٥
[illegible]	[illegible]	٩	٦٣
[illegible]	[illegible]	١٣	٧٩
[illegible]	[illegible]	١٢	٩١

